سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

بدھ، 18- مئی 2016

(یوم الاربعاء، 10- شعبان المعظم 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: اکیسواں اجلاس

جلد 21: شمارہ 9

685

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 18۔ مئی 2016

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری اور امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) آئین کے آرٹیکل 128(2)(A) کے تحت قرارداد

قرارداد

1۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آرڈیننس (ریلیف و بحالی) دہشت گردی سے متاثرہ سویلین پنجاب 2016 کے پیریڈ میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل 128(2)(A) کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب مورخہ 7۔ مارچ 2016 کو جاری کردہ آرڈیننس (ریلیف و بحالی) دہشت گردی سے متاثرہ سویلین پنجاب 2016 (10 بابت 2016) کے نفاذ کے پیریڈ میں مورخہ 5۔ جون 2016 سے مزید 90 دن کے پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔"

686

(بی) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون (دوسری ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) مسودہ قانون پر غور وخوض اور اس کی منظوری

1۔ مسودہ قانون ایگریکلچر، فوڈ اینڈ ڈرگ اتھارٹی پنجاب 2016 (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ایگریکلچر، فوڈ اینڈ ڈرگ اتھارٹی پنجاب 2016، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ایگریکلچر، فوڈ اینڈ ڈرگ اتھارٹی پنجاب 2016 منظور کیا جائے۔

(ڈی) عام بحث

پنجاب میں گڈ گورننس کے اقدامات پر بحث

ایک وزیر پنجاب میں گڈ گورننس کے اقدامات پر بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

(ڈی) قاعدہ 87 کے تحت تحریک

تحریک التواء کار نمبر 2016/357 کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے مسئلہ پر بحث

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): یہ تحریک پیش کریں گے کہ (تحریک التوائے کار نمبر 357/2016 کی کاپی منسلک ہے) پر بحث کے لئے "اجلاس کی کارروائی معطل کی جائے"۔

687

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا اکیسواں اجلاس

بدھ، 18- مئی 2016

(یوم الاربعاء، 10- شعبان المعظم 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت **جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔**

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا
مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۚ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۙ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ
رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝
فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۙ

سورة الدّخان 1 تا 10

حٰم(1) اس کتاب روشن کی قسم (2) کہ ہم نے اس کو مبارک رات میں نازل فرمایا ہم تو رستہ دکھانے والے ہیں (3) اسی رات میں تمام حکمت کے کام فیصل کئے جاتے ہیں (4) (یعنی) ہمارے ہاں سے حکم ہو کر۔ بے شک ہم ہی (پیغمبر کو) بھیجتے ہیں (5) (یہ) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ وہ تو سننے والا جاننے والا ہے (6) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگ یقین کرنے والے ہو (7) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) جِلاتا ہے اور (وہی) مارتا ہے۔ وہی تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے (8) لیکن یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں (9) تو اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے صریح دھواں نکلے گا (10)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل ٹھکانہ میرے حضور کا ہے
یہ جلوہ خانہ میرے حضور کا ہے
نعمتیں سب وہی سے دلاتے ہیں
دانہ دانہ میرے حضور کا ہے
جس پہ اتری ہے آیت تطہیر
وہ گھرانہ میرے حضور کا ہے
مجھ سا عاصی کہاں مدینہ کہاں
یہ بلانا میرے حضور کا ہے
ایک پل میں ہزاروں عالم میں
آنا جانا میرے حضور کا ہے

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری اور امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری، امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جی، پہلا سوال نمبر 6927 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے ان کی میرے پاس درخواست ہے لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5582 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اگر محترمہ وقفہ سوالات کے دوران آ گئیں تو اس سوال کو take up کر لیں گے اس سوال کو ابھی تھوڑی دیر کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5606 بھی محترمہ خدیجہ عمر کا ہے اس سوال کو بھی اسی طرح pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 7189 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*7189: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کی منظوری دی گئی تھی اور اس کے لئے زمین بھی مختص کر دی گئی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ منصوبہ ابھی تک شروع کیوں نہیں کیا گیا اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت یہ منصوبہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب "ایگریکلچرل اینڈ انڈسٹریل پارک / انڈسٹریل اسٹیٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ" کے قیام کی منظوری بذریعہ چٹھی نمبری AS(D)/CMO/15/AA-93/055294 مورخہ 24-02-15 (ضمیمہ (الف)) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور ساتھ ہی محکمہ صنعت کو

ہدایت فرمائی ہے کہ اس کی feasibility اور تخمینہ اخراجات کے بارے میں رپورٹ پیش کی جائے۔ حکومت پنجاب محکمہ صنعت کی چٹھی نمبری AEA-1-4-96/2008 مورخہ 02-03-2015 ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اس کی روشنی میں ریجنل ڈائریکٹر پی ایس آئی سی فیصل آباد، سول انجنیئر اور اسسٹنٹ سول انجنیئر، پی ایس آئی سی ہیڈ آفس لاہور نے جناب ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ساتھ اس سلسلہ میں میٹنگ کی اور محکمہ مال کے افسران نے 715 کنال 8 مرلہ واقع چک نمبر 153 گ ب بائی پاس پھلور روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی نشاندہی کی۔ اس سلسلہ میں تفصیلی رپورٹ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن لاہور میں مجاز اتھارٹی کو بھجوائی جا چکی ہے چونکہ مذکورہ زمین / جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام کے لئے موزوں نہ پائی گئی لہٰذا وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ اور جناب محمد جنید انور ممبر قومی اسمبلی این اے۔93 کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی اور متبادل اور موزوں جگہ کی نشاندہی کے لئے بھجوا دی گئی ہیں جو نہی کسی مناسب جگہ کی نشاندہی کی جائے گی اس ضمن میں محکمہ صنعت مزید پیشرفت کرے گا۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب "ایگریکلچرل اینڈ انڈسٹریل پارک / انڈسٹریل اسٹیٹ" کے قیام کی اصولی منظوری بمطابق چٹھی مورخہ 24-02-2015 دے چکے ہیں اور جناب ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ اور جناب محمد جاوید انور ممبر قومی اسمبلی کو مناسب جگہ کی نشاندہی کے لئے گزارش کی جا چکی ہے لہٰذا مناسب جگہ کے منتخب کئے جانے کے بعد ADP میں فنڈز مختص کرنے کے لئے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو لکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ بتایا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب "ایگریکلچرل اینڈ انڈسٹریل پارک / انڈسٹریل اسٹیٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ" کے قیام کی منظوری بذریعہ چٹھی نمبری AS(D)/CMO/15/AA-93/055294 مورخہ 24-02-2015 دے چکے ہیں اور ساتھ ہی محکمہ صنعت کو ہدایت فرمائی کہ اس کی feasibility اور تخمینہ اخراجات کے بارے میں رپورٹ پیش کی جائے۔ حکومت پنجاب محکمہ صنعت کی چٹھی نمبری AEA-1-4-96/2008 مورخہ 02-03-15 کی روشنی میں ریجنل ڈائریکٹر پی ایس آئی سی فیصل آباد، سول انجنیئر اور اسسٹنٹ سول انجنیئر، پی ایس آئی سی ہیڈ آفس لاہور نے ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ساتھ اس سلسلہ میں میٹنگ کی اور

محکمہ مال کے افسران نے 715 کنال 8 مرلہ واقع چک نمبر 153 گ ب بائی پاس پھلور روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی نشاندہی کی۔ اس سلسلہ میں تفصیلی رپورٹ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن لاہور میں مجاز اتھارٹی کو بھجوائی جا چکی ہے چونکہ مذکورہ زمین / جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام کے لئے موزوں نہ پائی گئی تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس بنیاد پر موزوں نہ پائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ بتائیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے 2015 میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کرنے کے لئے کہا کہ feasibility report بنائی جائے اور اس سلسلے میں رپورٹ پیش کی جائے لہذا ہمارے ادارے نے جا کر ڈی سی او صاحب سے میٹنگ کی اور جیسے انہوں نے کہا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 715 کنال جو رقبہ تھا اس کو دیکھا گیا لیکن اس کے بعد جب اس کی feasibility report بنائی گئی تو ڈیپارٹمنٹ نے اسے reject کر دیا کہ یہ جگہ feasible نہیں ہے۔ اب ان کا سوال کہ یہ feasible کیوں نہیں ہے تو وہاں بہت ساری چیزیں دیکھی جاتی ہیں، approach کو دیکھا جاتا ہے، electricity کو دیکھا جاتا ہے اور شہر کے حساب سے دیکھا جاتا ہے کہ یہاں یہ feasible ہے یا نہیں۔ ہم نے ایک مکمل رپورٹ بنا کر چیف منسٹر ہاؤس بھجوا دی تھی لہذا اس کے بعد میں اپنے ساتھی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم خاموشی سے نہیں بیٹھے بلکہ اس سلسلے میں مسلسل کام کر رہے ہیں اور اس کے بعد میرے ڈیپارٹمنٹ کے سینئر آفیسران، انجنیئرنگ ونگ اور ٹیکنیکل ادارے کے ماہرین وہاں گئے۔ ہم نے دوبارہ ڈی سی او صاحب کے ساتھ میٹنگ کی ہے اور ایک نئی جگہ تلاش کی ہے۔ ڈی سی او صاحب نے خود موقع پر جا کر تعین کیا۔ یہ 25-مارچ 2016 کی بات ہے یہ رقبہ 325 ج ب نزد جھنگ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں واقع ہے لہذا جب اس کا ریکارڈ چیک کیا گیا تو وہ پراونشل گورنمنٹ کا رقبہ تھا۔ ہم نے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو لیٹر لکھ دیا ہے اور اگر معزز ممبر لیٹر نمبر لینا چاہیں تو اس کا یہ EMECITTS 5814 چٹھی نمبر ہے۔ ہم نے یہ process شروع کر دیا ہے اور میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی میں نے ان کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ بھی کی ہے کہ ہم آپ کے ہاں انڈسٹری اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں۔ ہمیں اور چیمبر کو اس سلسلے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا پڑے گا۔ ہم نے اس سلسلے میں کارروائی شروع کر دی ہے اور جونہی یہ کارروائی مکمل ہوتی ہے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ کیا چاہتا ہے اور اگر ہم سے پیسے مانگے گا تو ہم اس کو پیسے بھی دیں گے تو

انشاء اللہ تعالیٰ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہر صورت میں سمال انڈسٹری اسٹیٹ بنائی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو میرا سوال تھا اور منسٹر صاحب نے جو سارا خطاب فرمایا تو کیا اس میں اس سوال کا جواب تھا؟ مجھے یہ بتا دیا جائے اگر اس کا جواب تھا تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں تو اس کا جواب دیں جو میں نے پوچھا ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ وہ موزوں نہیں پائی گئی؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں تمام ٹیکنیکل بندے اور آفیسرز صاحبان گئے تھے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں مانتا ہوں کہ وہ گئے ہوں گے لیکن ہر محکمے کی yardstick ہوتی ہے کہ یہ یہ چیزیں ہوں گی تو ان میں کون سی چیز miss تھی تاکہ میں بھی جان سکوں کہ واقعی یہ چیز miss تھی یا کسی خاص فرد یا کسی شخص کو وہ پسند نہ آئی یا اس کے مفادات وہاں نہیں تھے اور اس وجہ سے وہ شفٹ ہوئی ہے۔ یہ مجھے ذرا بتائیں تاکہ میں بھی آگاہ ہو سکوں اور میں اپنے لوگوں کو بتا سکوں کہ اس میں یہ مسئلہ تھا۔

جناب سپیکر: یہ پہلے والی زمین بھی پراونشل گورنمنٹ کی تھی؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ معزز ممبر آجائیں۔ ہم نے جو feasibility report بنائی ہے یا جو اس میں مسائل سامنے آئے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر لیں گے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جب ٹیکنیکل ادارے ٹیکنیکلی ایک چیز کو دیکھتے ہیں، ہماری سوچ اپنی ہو سکتی ہے اور اگر ہم نے اس میں انڈسٹری لگانی ہے تو ضروریات کی سب چیزوں کو وہ دیکھتے ہیں اور اگر وہ feasibility فٹ نہیں ہوتیں تو اس جگہ پر کام نہیں کرتے لیکن جس طریقے کی وہ جگہ ہے یہ بھی اسی طرح کی جگہ ہے اور یہ گورنمنٹ آف پنجاب کی جگہ ہے۔ یہ اتنے ہی کنال جگہ ہے اور یہ ہمیں available ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ ان کے ذہن میں ہو گا کہ یہ رقبہ acquire کیا جائے لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ کسی کا رقبہ ایسے داموں میں acquire کیا جائے تاکہ ایگریکلچر سیکٹر بھی خراب نہ ہو۔ اگر ہمارے پاس یعنی گورنمنٹ پنجاب کے پاس جگہ موجود ہے، وہ موزوں ہے اور اگر ہمیں مل بھی سکتی ہے تو ہمیں وہاں انڈسٹری develop کرنی چاہئے۔ آپ آجائیں اور میں آپ کی ٹیکنیکل

اداروں کے ساتھ بٹھا کر میٹنگ کراتا ہوں۔ ہم نے تو انوسٹمنٹ کرنی ہی کرنی ہے اور ہم نے انڈسٹریل اسٹیٹ بنانی ہے۔ ہمیں کیا فرق پڑتا ہے کہ یہاں بنے یا وہاں بنے لیکن اس میں بہت ساری چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں۔ اس میں فنانس کا بھی مسئلہ ہو سکتا ہے، دیگر ٹیکنیکلی چیزیں بھی ہو سکتی ہیں اور ان سب چیزوں کو مدنظر رکھ کر بنایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہاں ان کو مفت رقبہ مل رہا ہے لیکن جہاں آپ کہتے ہیں وہاں پیسے دینے پڑیں گے اور جگہ acquire کرنی پڑے گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں تو یہی جاننا چاہتا ہوں اور ریکارڈ پر لے آنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب فرمادیں کیونکہ جو چیزیں یہ کہہ رہے ہیں وہ تو ساری موجود ہیں لیکن وہ کون سی ایسی خفیہ چیز ہے---

جناب سپیکر: جی، انہوں نے ایک ایک چیز بتادی ہے، انہوں خفیہ چیز تو رکھی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جگہ acquire کرنے کی بجائے جو رقبہ ان کے پاس ہے اس پر پیسا بھی خرچ نہیں ہوگا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ تو بات ہی ایسی نہیں ہے---

جناب سپیکر: جی، کیا آپ گورنمنٹ کا خرچہ کروانا چاہتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ دونوں اسٹیٹ لینڈ ہیں۔ یہ تو بات ہی نہیں ہے بلکہ جس جگہ پر آگے جارہے ہیں وہ زیادہ غیر موزوں ہے کیونکہ میں تو وہاں رہتا ہوں تو کیا بات ہے کہ وہاں جانے کی ضرورت کیوں پیش آرہی ہے؟ اس جگہ پر پانی کے نکاس کے لئے سیم نالہ موجود ہے لیکن وہاں موجود نہیں ہے اور یہاں electricity موجود ہے لیکن وہاں موجود نہیں ہے۔ بظاہر تو یہ چیزیں نظر آرہی ہیں لیکن یہ بات ذرا ریکارڈ پر آجائے کہ کس کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے؟

جناب سپیکر: جی، دونوں جگہ کا فاصلہ کتنا ہے، جہاں یہ لے جانا چاہتے ہیں اور جہاں آپ کہہ رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ تقریباً پانچ سے چھ کلومیٹر ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جس بنیاد پر انہوں نے وہ زمین reject کی ہے وہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے تاکہ سارے ممبران کو بھی پتا چل جائے تو زیادہ بہتر ہو جائے گا۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! کون سی ایسی ٹیکنیکلی رپورٹ ہاؤس کے اندر پیش کی گئی ہے، کیا ہم کوئی غلط بیانی کر رہے ہیں، کیا ہم کوئی غلط رپورٹ پیش کر رہے ہیں؟ دیکھیں! یہ ہمارے اداروں کا کام ہوتا ہے اور اداروں نے یہ دیکھنا ہوتا ہے۔ آپ کل کو کہیں گے کہ یہاں پر ہم نے ڈیم بنانا ہے، یہ جگہ بھی reject کی جائے اور اس کی رپورٹ بھی پیش کی جائے۔ ہم نے یہ نہر نکالنی ہے اور یہ سڑک نکالنی ہے اس کی رپورٹ بھی دی جائے۔ یہ ہمارا کام ہے اور ہم نے انڈسٹریل اسٹیٹ بنانی ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر کو satisfied کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایوان کا بھی حق ہے اس کے تقدس کا بھی خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ میرے لئے آپ دونوں ہی قابل احترام ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ پھر اسی طرح کے معاملات ہوتے ہیں جن کو NAB محکمہ انٹی کرپشن گھسیٹتا ہے، ہم تو یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ معاملات اس طرف نہ جائیں۔ اگر تو واقعتاً اس جگہ پر کوئی نقص ہے یا وہ yardstick پر پورا نہیں اترتی، وہ میرے علم میں آ جائے تاکہ میں اپنے علاقہ کے لوگوں کے علم میں لے آؤں جو بڑے خوش تھے کہ یہاں ہماری انڈسٹریل اسٹیٹ بن رہی ہے۔ اب وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس معاملے میں کوئی طاقت ور بندہ پڑ گیا ہے جو ہمیں انڈسٹریل اسٹیٹ سے محروم کر رہا ہے جو ہمارے مفادات کے خلاف کام کر رہا ہے۔ وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کن لوگوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں وضاحت کر دوں کہ ہمیں کوئی ایسا مسئلہ درپیش نہیں ہے، ہمیں کسی کے مفادات عزیز ہیں اور نہ ہی ہمیں کسی سے کوئی غرض ہے، ہم نے تو انڈسٹری کو develop کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے national interest کو سامنے رکھنا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں بھی وہی بات کر رہا ہوں کہ ہم ان چیزوں کو مدنظر رکھ کر کام کرتے ہیں۔ میں اپنے تمام دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ میرا ڈیپارٹمنٹ ہے میرے ڈیپارٹمنٹ میں اس وقت سترہ انڈسٹریل اسٹیٹ ہیں اور جب میں منسٹر بنا تو میں نے دیکھا کہ ان کا structure تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

infrastructure کو complete کرنے کے لئے 2۔ارب روپے کی وہاں پر ڈویلپمنٹ کروا رہا ہوں تاکہ ہماری بزنس کمیونٹی کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔اس کے ساتھ ساتھ ہم گوجرانوالہ میں بھی کام کر رہے ہیں، یہاں میرے گوجرانوالہ کے دوست بیٹھے ہوں گے وہ تصدیق کریں گے کہ میں نے وہاں پر ایک ارب تریسٹھ کروڑ روپے کی self-finance base پر انوسٹمنٹ کی۔یہ پورے پنجاب کا ریکارڈ ہے کہ پہلی دفعہ کسی انڈسٹریل اسٹیٹ پر اتنی زیادہ رقم خرچ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آگے جب اس کے متعلقہ سوالات آئیں گے تو اس وقت یہ بات کریں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جس طریقے سے مطمئن ہوں گے، میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کو دوبارہ ٹوبہ ٹیک سنگھ بھیج دوں گا، آپ خود ڈی سی او کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کر لیں۔ ہمیں تو خوشی ہے کہ اگر وہاں پر رقبہ available ہو اور انڈسٹریل اسٹیٹ وہاں پر بنتی ہو، ہمیں وہاں پر پیسے بھی invest نہ کرنے پڑ رہے ہوں، اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہو گی۔ ہم ایسے ہی ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے پیچھے بھاگتے پھریں، وہ جب اپنی assessment کریں گے جو بھی قیمت لگائیں گے ہمیں تو وہ بھی پیسے دینے پڑ جائیں گے، ہمیں اس کا کوئی شوق ہے اور نہ ہی ہماری کسی سے کوئی دلچسپی ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے ہر ایریا میں انڈسٹریل اسٹیٹس بنیں اور وہ علاقہ ترقی کرے، ہمارا کسی کے ساتھ کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔ آپ ایسا کریں، کوئی ٹائم رکھ لیں میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی آپ کے ساتھ میٹنگ کروا دیتا ہوں، آپ ان کو مطمئن کر لیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں کوئی ٹیکنیکل آدمی تو نہیں ہوں، میں تو آپ کا بھائی اور ساتھی ہوں جو چیزیں میرے سامنے آتی ہیں، جو رپورٹ مجھے دی گئی ہے اس کے مطابق وہ رپورٹ چیف منسٹر ہاؤس بھجوا دی گئی ہے۔ میں تو آپ کو اور اس معزز ہاؤس کو بتانے کے لئے پابند ہوں۔ میں نے تو یہ بھی بتایا ہے کہ آپ ہی نے کہا تھا کہ میرے علاقہ میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ ترک کر دیا گیا ہے۔ میں نے تو یہ بھی بتایا ہے کہ ہم نے ارادہ ترک نہیں کیا بلکہ ہم نے دوسری جگہ کو تلاش بھی کر لیا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: صرف side change کی ہے۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بات جہاں سے شروع کی تھی وہیں پر آ گئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ٹیکنیکل لوگ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بات تو پتا نہیں وہاں پر ہے کہ نہیں ہے لیکن آپ ضرور وہیں ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے پاس اس کی مفصّل رپورٹ ہے، میں تو ابھی کل ہی۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وزیر موصوف کے ساتھ ایک time fix کر لیں اور اس معاملے کو resolve کروالیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ افسران جو نیچے سے کرتے ہیں، وہ رپورٹ بنا کر بھیج دیتے ہیں، جب تک ہم اسے نہیں کھنگالیں گے، elaborate نہیں کریں گے اور نقائص نہیں بتائیں گے تو معاملہ resolve نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ ان کے ساتھ دو چار دن بعد کا کوئی time fix کر لیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ وہ میرے ساتھ اس سلسلے میں میٹنگ کر لیں۔

جناب سپیکر: سوموار یا منگل کو رکھ لیں۔ جنہوں نے اس کو reject کیا ان کو بھی ساتھ بٹھا لیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ان کو بھی بلا لیں گے۔

جناب سپیکر: ان کی ان کے ساتھ مکمل میٹنگ کروائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ان کو بلا لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر! آپ کا سوال ہے، میں نے اُسے pending کیا ہوا تھا۔

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 5582 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات میں قائم صنعتوں سے متعلقہ تفصیلات

*5582: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ صنعت کے ریکارڈ کے مطابق کتنی فیکٹریز اور کارخانہ جات ہیں؟

(ب) ان فیکٹریوں / کارخانہ جات سے محکمہ ہذا کو کتنی رقم سالانہ کس مد میں وصول ہوئی ہے؟

(ج) ان کارخانہ جات کو حکومت کیا کیا سہولیات اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے؟

(د) اس وقت کتنی فیکٹریز/کارخانہ جات غیر قانونی کام کر رہے ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ صنعت کے ریکارڈ کے مطابق اس وقت 703 فیکٹریز اور کارخانے ہیں۔لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ ہذا ان کارخانہ جات سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کرتا۔

(ج) فیکٹریوں و کارخانوں کے مالکان کی درخواست پر ہر قسم کی دستیاب سہولیات متعلقہ محکمہ فراہم کرتا ہے تاہم مالی معاونت کی فراہمی محکمہ ہذا کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔

(د) حکومت کی آزادانہ صنعتی پالیسی کے تحت فیکٹریاں/کارخانہ جات لگانے سے قبل ڈیپارٹمنٹ کی اجازت درکار نہ ہے ضلعی گورنمنٹ کے تعین کردہ نیگٹیو ایریاز میں کسی بھی قسم کی فیکٹری و کارخانہ لگانے کی اجازت نہ ہے۔تاہم ریکارڈ کے مطابق ضلع گجرات میں کوئی غیر قانونی فیکٹری/کارخانہ کام نہیں کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (الف) میں، میں نے یہ پوچھا تھا کہ ضلع گجرات میں محکمہ صنعت کے ریکارڈ کے مطابق کتنی فیکٹریاں اور کارخانہ جات ہیں؟ جس میں انہوں نے اس کی تعداد بتائی ہے۔

جناب سپیکر: 703

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جتنی بھی فیکٹریاں ہیں، یہ کسی ایسے علاقے میں تو نہیں ہیں جہاں پر فیکٹریاں یا کمرشل activities ممنوع ہیں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ residential areas میں تو نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ آپ نے تو کوئی ایسی اجازت نہیں دی ہے، پہلے والے معاملات وہ خود سمجھ لیں گی۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ مگر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ نے انڈسٹری کو develop کرنے کے لئے

گورنمنٹ آف پنجاب نے 2002 میں ایک نوٹیفکیشن جاری کیا تھا جس کے تحت ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے انڈسٹری لگانے والوں کو کسی این او سی کی ضرورت نہیں ہے وہ جس جگہ پر چاہیں انڈسٹری لگا سکتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ہر ڈسٹرکٹ لیول پر ایک کمیٹی بنادی گئی تھی جس میں وہ negative اور positive areas کو define کرتی تھی کہ یہاں پر فیکٹری لگنی چاہئے یا نہیں اس کی اجازت ڈی سی او صاحبان دیتے تھے اور اس کا انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا لہٰذا اگر کسی جگہ پر غلط انڈسٹریز اس base پر لگ گئی ہے تو یہ اس ڈسٹرکٹ کے ڈی سی او، ڈسٹرکٹ کلکٹر کا معاملہ ہے، اس میں انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کا کوئی تعلق ہے اور نہ ہی انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کسی کو این او سی دیتا ہے۔ چار پانچ انڈسٹریز ایسی ہیں جو کہ ممنوعہ ہیں جن کی بناء پر ان کو این او سی دینا پڑتا ہے، باقی پوری انڈسٹریز آزاد ہے، جہاں چاہیں انڈسٹری لگائیں لیکن ڈی سی او صاحبان negative اور positive areas کا decision کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ چار پانچ انڈسٹریز ایسی ہیں جو ممنوعہ ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ انڈسٹریز بھی ڈی سی او صاحبان کی اجازت سے بنتی ہیں، وہ کون سی انڈسٹریز ہیں جو کہ ممنوعہ ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے اس کا ذکر کیا بھی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! بالکل ذکر کیا ہے، میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ بڑی دیر سے اے، بی اور سی لسٹیں بنی ہوئی تھیں۔ سی لسٹ وہ تھی جس میں این او سی لینے کی ضرورت تھی۔ اس میں آرمڈ اینڈ ایمونیشن، سکیورٹی پرنٹنگ، کرنسی، High explosive, Radioactive substance اور اس کے علاوہ شوگر ملز وغیرہ شامل ہیں۔ اس کی اجازت انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ سے لینا پڑتی ہے، جو کمیٹی بنی ہے اس سے لینی پڑے گی۔ اس کے علاوہ پورے پنجاب میں باقی تمام انڈسٹریز کے لئے کسی جگہ پر کسی این او سی کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یعنی آپ کے محکمہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جی ہاں!

جناب سپیکر: باقی ڈی سی او وغیرہ تو اپنے طور پر دیکھتے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہاں! وہ negative areas اور positive areas کو declare کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر کوئی residential area انڈسٹری کی وجہ سے ماحول یا صحت کے حوالے سے متاثر ہو رہا ہے تو پھر وہ ڈی سی او سے رابطہ کرے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں نے یہ بات کی ہے کہ جب آپ کسی انڈسٹری کی approval لینے جائیں گے اور approval ہوتی کیا ہے؟ اس میں ایک نقشہ اور دوسرے سارے معاملات ہوتے ہیں۔ جب آپ کے پیپرز ڈی سی او صاحبان کے پاس جائیں گے تو وہاں آپ کو پتا چل جاتا ہے، وہاں بھی اس سلسلے میں لسٹ آویزاں ہے کہ کون کون سے areas negative ہیں اور کون سے positive ہیں اور ہر ڈسٹرکٹ میں یہ چیز موجود ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ درست فرما رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اگر کسی کی کوئی سفارش ہو اور کسی کو oblige کرنے کے چکر میں اگر کسی کو غلط allow کر دیا جائے تو اس صورت میں ان کے پاس کیا اختیار ہے، کیا وہ پھر کورٹ میں جائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہمارے انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں ہے جس کے تحت وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وہ پھر کہاں جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اللہ پر چھوڑ دے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس کا معاملہ پھر اللہ کے سپرد، اللہ کے حوالے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ negative areas کی بات کر رہے ہیں یعنی وہ انڈسٹریز جن کے لگانے کی اجازت نہیں ہے، باقی معاملات تو متعلقہ ڈی سی اوز کے اختیار میں ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ادارے کی اپنی responsibilities ہیں اس کی اپنی حدود ہیں، اس کے علاوہ Rules and Regulations ہیں۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ حکومت بے بس ہو گئی ہے۔ وہ بھی ہمارے انتظامی ادارے ہیں، یہاں ساری چیزیں انتظامی نقطہ نظر سے کی جا سکتی ہیں اور ان کے خلاف اگر آپ feel کرتے ہیں، محسوس کرتے ہیں تو آپ ان کے خلاف application دے

سکتے ہیں، آپ ان کے خلاف انکوائری کروا سکتے ہیں اور ان کے خلاف administrative کارروائی ہو سکتی ہے۔ شہروں میں بہت ساری ایسی فیکٹریاں لگی ہیں جن میں environment کے بھی issues ہیں اس کے علاوہ دوسرے بھی معاملات ہیں، جن پر ہماری بے پناہ meetings ہو چکی ہیں اور ہم اس پر بھی کام کر رہے ہیں کہ کس طریقے سے ہم نے اپنے شہریوں کو تحفظ دینے کے لئے کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر: یعنی pollution دور کرنے کے اقدامات۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چوہدری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس لئے اگر آپ کے سامنے کوئی ایسی چیز ہے تو اس میں وہاں کی لوکل ایڈمنسٹریشن آتی ہے اگر وہ negative way میں لگی ہے تو اس کی responsible ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے آپ ان کے خلاف ہر قسم کا احتجاج کر سکتے ہیں اور ان کے خلاف کارروائی بھی کرا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اسی سوال سے متعلقہ۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اسی سوال سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہم پاکستان کا سب چیزوں کے اندر یورپ اور ویسٹرن ملکوں کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہوتے ہیں۔ یہاں پر ابھی منسٹر صاحب نے اٹھ کر کہا کہ فیکٹریاں لگانے کی کھلی چھٹی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں انہوں نے چھٹی کی بات نہیں کی بلکہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کی بات کی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: کیا ایسے اقدامات اٹھائے جائیں گے کہ residential اور کمرشل کو الگ کیا جائے؟ آپ میرے حلقے گلبرگ میں جا کر دیکھ لیں ابھی ایگل ٹائروں کی فیکٹری کو آگ لگی تھی اس فیکٹری کے چاروں طرف residence تھے وہاں پر بچوں اور فیملیز کا جو حال ہوا وہ جا کر دیکھ لیں۔ اس میں انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو کام کرنا چاہئے اور ساری انڈسٹری residential area سے نکال کر کہیں اور shift کریں۔

جناب سپیکر: وہ ابھی آپ کو بتاتے ہیں۔ میں ان سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔ مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! معزز ممبر کی بات بالکل بجا ہے۔ ہم یہاں لاہور میں محسوس کر رہے ہیں کہ بہت جگہ پر انڈسٹری غلط install ہوئی ہے۔ اب ہم محسوس کر رہے ہیں لیکن اگر تیس چالیس سال پیچھے چلے جائیں جب اس شہر کی extension نہیں تھی اس وقت یہ مسائل نہیں تھے۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہم نے جو ہاؤسنگ کالونی سسٹم شروع کیا ہے کہ جہاں انڈسٹری ہے وہاں اس کے ساتھ ہی ہاؤسنگ کالونیاں ہیں، ہماری اپنی بہت ساری کمزوریاں ہیں۔ اگر آپ کی یا میری انڈسٹری لگی ہے اور ہم نے اسے دوسری جگہ shift کرنا ہے تو ہمیں تکلیف محسوس ہوگی۔ ہم نے environment کے نقطہ نظر سے اور جو exclusive system گڑبڑ ہے اس پر ان کو notice جاری کئے ہیں، ان کی لسٹیں بھی بنالی ہیں اور انہیں باہر shift کرنے کے لئے ہم نے سندر انڈسٹری کے ساتھ رقبہ بھی لے لیا ہے۔ ہمارے شہریوں کو جو تکلیف ہے ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور اس پر گورنمنٹ خاموش نہیں بیٹھی ہوئی۔ گلبرگ میں انڈسٹری اسٹیٹ بنی ہوئی ہے، لاہور میں اور بھی بہت ساری جگہوں پر انڈسٹری اسٹیٹ بنی ہوئی ہے آپ دیکھیں کہ ہر بندے کے basic rights بھی ہیں اگر آپ کسی کو بے جا قسم کی تکلیف دیں گے تو وہ عدالت میں جا کر اپنا right لینے کی کوشش کرے گا لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ amicably تمام اداروں کے ساتھ بیٹھ کر یہ معاملہ حل کیا جائے، environment اپنی جگہ پر کام کر رہا ہے، ہمارے ادارے اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں اور دوسرے ادارے اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں۔ یہ ایک مسلسل process ہے اسی لئے میں نے اپنی بہن سے کہا تھا کہ ہم نے نہیں بلکہ 2002 میں یہ powers ڈی سی اوز کو دے دی گئی تھیں کہ جب ڈی سی او صاحبان کے پاس نقشہ پاس ہونے کے لئے یا این او سی کے لئے آئے تو وہ negative اور positive area دیکھیں تاکہ ان کو پتا ہو کہ یہ فیکٹری لگ سکتی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 5606 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: سال14-2013 کھیلوں کے فروغ کا بجٹ اور استعمال کی تفصیل

*5606: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں کھیلوں کے فروغ کے لئے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنائی گئی ہے، اس کمیٹی کے ممبران کے نام اور نوٹیفکیشن سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کو مالی سال14-2013 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور کمیٹی نے ان فنڈز کو کہاں کہاں خرچ کیا؟

(ج) مذکورہ ضلع میں کھیلوں کے فروغ کے لئے 14-2013 میں کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے اور ٹورنامنٹس کروائے گئے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن /امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع گجرات میں کھیلوں کے فروغ کے لئے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنائی گئی ہے اس کمیٹی کے ممبران کے نام اور نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کو مالی سال14-2013 کے دوران -/45,68,950 روپے فراہم کئے گئے اور کمیٹی نے ان فنڈز کو یوتھ فیسٹیول میں درج ذیل کھیلوں اور ٹورنامنٹس میں خرچ کیا۔

پنجاب یوتھ فیسٹیول کے کھلاڑیوں کے لئے ٹریک سوٹ مبلغ -/8,52,425 روپے میں خرید کئے گئے۔ پنجاب یوتھ فیسٹیول کے کھلاڑیوں کے لئے شوز مبلغ -/8,80,000 روپے میں خرید کئے گئے۔ پنجاب یوتھ فیسٹیول کے کبڈی ٹورنامنٹ پر مبلغ -/2,24,000 روپے خرچ کئے گئے۔ چودھری ظہور الٰہی سٹیڈیم کی پچ کے لئے کور مبلغ -/91,000 روپے میں خرید کیا۔ بیڈمنٹن چیمپئن شپ میں مبلغ -/75,000 روپے خرچ ہوئے۔ آزادی کپ کرکٹ ٹورنامنٹ میں مبلغ -/4,64,000 روپے خرچ ہوئے۔ بلائنڈ کرکٹ ٹورنامنٹ T-20 میں مبلغ -/2,81,797 روپے خرچ ہوئے۔ زمیندار کالج کی کرکٹ پچ کے لئے رولر مبلغ -/1,55,000 روپے میں خرید کیا۔ پنجاب یوتھ فیسٹیول کے دوران آرم ریسلنگ، ٹگ آف وار اور بیڈمنٹن کے لئے ریفریشمنٹ مبلغ -/76,725 روپے خرچ ہوئے۔ انڈر 16 سپورٹس پروگرام گوجرانوالہ میں -/1,32,000 روپے خرچ ہوئے۔ ہاکی، ٹیبل ٹینس

اور بیڈ منٹن انڈر16 میں -/89,600 روپے خرچ ہوئے۔ 14۔ اگست کی تقریبات میں سپورٹس ایونٹس میں مبلغ-/6,70,000 روپے خرچ ہوئے۔ پنجاب یوتھ فیسٹیول میں کراٹے، جوڈو، باکسنگ اور بلیئرڈ کے مقابلہ جات میں مبلغ -/3,25,000روپے۔ پنجاب یوتھ فیسٹیول میں متفرق اخراجات، ٹینٹ سروس، ریفریشمنٹ، سروس چارجز کی مد میں-/2,52,403روپے خرچ ہوئے۔

(ج) مذکورہ ضلع میں کھیلوں کے فروغ کے لئے سال14-2013 میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کیش پرائز کی شکل میں کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی اور درج ذیل ٹورنامنٹس کروائے گئے جن میں بلائنڈ کرکٹ ٹورنامنٹ16-U سپورٹس کمپیٹیشن گوجرانوالہ، مظفر گڑھ سائیکل ریس۔T-20 کرکٹ چیمپئن شپ، ڈسٹرکٹ کبڈی ٹورنامنٹ، ڈسٹرکٹ بیڈ منٹن چیمپئن شپ۔ آزادی کپ کرکٹ ٹورنامنٹ۔ یوتھ فیسٹیول کے دوران ریسلنگ، اتھلیٹکس، بیڈ منٹن، بلئیرڈ، کرکٹ ٹیپ بال، رسہ کشی، والی بال، باڈی بلڈنگ، فٹبال، فن ریس، ویٹ لفٹنگ، باسکٹ بال، کرکٹ ہارڈ بال، میٹ ریسلنگ ومڈ ریسلنگ، ٹیبل ٹینس، کراٹے، ہاکی، چیس، کبڈی، نیزہ بازی کے مقابلہ جات کروائے گئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں کہا ہے کہ ضلع گجرات میں کھیلوں کے فروغ کے لئے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس کمیٹی کے ممبران کے نام اور نوٹیفکیشن سے ایوان کو آگاہ کر دیا گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کمیٹی میں جو ممبران رکھے جاتے ہیں ان کا کیا معیار ہوتا ہے اور ان کی سلیکشن کس طرح کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ معیار پوچھ رہی ہیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! یہ کمیٹی متعلقہ ڈی سی او اور ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر مل کر بناتے ہیں ظاہری بات ہے ایسے لوگ جن کا کھیلوں سے تعلق ہوتا ہے ان کو اس میں شامل کیا جاتا ہے اور وہ محکمے جو کھیلوں سے relate کرتے ہیں جیسے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے ان کے سٹوڈنٹس ہوتے ہیں ان کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس طرح جو جو لوگ یا محکمے کھیلوں سے linked ہوتے ہیں ان کو ایسی کمیٹیز میں شامل کیا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق ان کمیٹیوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کا کھیلوں کے ساتھ دور دور کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن انہیں صرف oblige کرنے کے لئے شامل کیا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے یہ سوال کیا ہے تو ایسی صورتحال میں کیا decision لیں گے اور اس طرح کی سلیکشن کیسے کریں گے۔ پھر اس میں finances involve ہیں اور مجھے کئی جگہوں پر شکایات موصول ہوئی ہیں اور میں منسٹر صاحب کو ذاتی طور پر بھی بتانا چاہوں گی کہ فنڈز misuse کئے جاتے ہیں کیا اس کی روک تھام کے لئے انہوں نے check and balance کے لئے کوئی معاملہ رکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! اس کا پورا check and balance ہے اور Regional Directorate of the Audit District Governments یہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا ادارہ ہے اور یہ اس کا آڈٹ کرتے ہیں اور ہر چیز document ہوتی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی خورد برد یا malpractice کا کوئی امکان ہوتا ہو چونکہ اس پر پورا check and balance ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اگر محترمہ کوئی نشاندہی کرنا چاہتی ہیں تو پھر ان کی بات بھی سنی جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر میں specially کچھ چیزوں کی نشاندہی کروں تو منسٹر صاحب اس پر مہربانی فرمائیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! محترمہ ہمیں بتادیں تو ہم چیک کرتے ہیں اور اگر کہیں پر بے ضابطگی پائی گئی تو متعلقہ ذمہ دار کے خلاف action ہوگا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کو فنڈز اور سلیکشن کے حوالے سے بتاؤں گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سلیکشن میں تو اتنی پابندی نہ ہو۔ محترمہ! اس سوال پر آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اور کوئی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6073 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قائم جمنیزیم سے متعلقہ تفصیلات

*6073: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سپورٹس سٹیڈیم میں جمنیزیم تعمیر کیا گیا ہے؟

(ب) اس جمنیزیم کی کل لاگت کیا تھی اور اس کی تعمیر کس سال میں مکمل ہوئی تھی؟

(ج) کیا اس کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد اس کو کھیل کی سرگرمیوں کے لئے کھول دیا گیا ہے؟

(د) کیا مذکورہ جمنیزیم کی maintenance اور دیکھ بھال کے لئے کوئی عملہ تعینات کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ہ) مذکورہ بالا جمنیزیم کی ورکنگ پوزیشن میں آنے کے بعد اس پر بجلی، ملازمین کی تنخواہوں ودیگر سہولیات پر آنے والے سالانہ اخراجات کا تخمینہ کیا ہے، اس کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(و) کیا محکمہ نے اس کے لئے فنڈز کی فراہمی کا کوئی انتظام کیا ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس):

(الف) درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سپورٹس سٹیڈیم کے پاس جمنیزیم تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) اس جمنیزیم پر کل لاگت 43.380 ملین روپے آئی اور اس کی ہر طرح سے تکمیل مع کنکشن واپڈا مورخہ 26۔ مارچ 2014 کو ہوئی تھی۔

(ج) جمنیزیم کھیل کی سرگرمیوں کے لئے کھول دیا گیا ہے۔

(د) جمنیزیم کے لئے تاحال کوئی عملہ تعینات نہیں کیا گیا ہے تاہم ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ کے عملے کے ذریعے جمنیزیم کی دیکھ بھال کی جارہی ہے۔

(ہ) تنخواہوں کا مجوزہ تخمینہ بحوالہ ڈائریکٹر جنرل سپورٹس پنجاب چٹھی نمبر SE(DGS)9-8/2013 مورخہ 30۔ جون 2015 مبلغ -/1745014 روپے سالانہ ہے جبکہ بجلی کے بل و دیگر سہولیات پر آنے والے متوقع اخراجات کا تخمینہ مبلغ -/600000 روپے سالانہ تک ہو سکتا ہے۔

(و) سپورٹس بورڈ پنجاب ابتدائی طور پر تجرباتی بنیاد پر مذکورہ جمنیزیم کو فنکشنل کر رہا ہے اس عرصہ کے دوران مزید لائحہ عمل طے پا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ اس جمنیزیم پر کل لاگت 43.380 ملین روپے آئی اور اس کی ہر طرح سے تکمیل مع کنکشن واپڈا مورخہ 26۔ مارچ 2014 کو ہوئی تھی اور جز (و) میں کہا جا رہا ہے کہ تجرباتی بنیاد پر مذکورہ جمنیزیم کو فنکشنل کر رہا ہے اس عرصہ کے دوران مزید لائحہ عمل طے پا جائے گا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب 2014 سے 2016 آ گیا ہے تو کیا مزید لائحہ عمل طے پا گیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کون سا سوال پڑھ رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کا نمبر پڑھا نہیں جا رہا لیکن میرا پہلا سوال ہو گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایہنوں کمیٹی وچ بھیج دیو۔

جناب سپیکر: بیٹھے بیٹھے comment نہ کیا کریں۔ محترم مہربانی کیا کریں آپ کی مہربانی۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ جمنیزیم 2014 کو مکمل ہوا ہے۔ کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ اس میں کوئی repair کا کام ہو رہا ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! repair کا کوئی ایسا خاص کام نہیں ہو رہا لیکن جمنیزیم مکمل ہو چکا ہے اور جیسے معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ کیا لائحہ عمل اختیار کیا جا رہا ہے تو میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ SNE create ہونے میں کچھ ٹائم لگا ہے ابھی ہم NTS کے ذریعے عارضی طور پر بھرتیاں کر رہے ہیں اس دوران ہم یہ لائحہ عمل بنا لیں گے کہ آیا اس کو پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ mode میں چلانا ہے یا گورنمنٹ mode میں چلانا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب کو update کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کروڑ 35 لاکھ روپے اس کی repair کی مد میں فراہم کئے گئے ہیں اور یہ جمنیزیم ابھی تک فنکشنل نہیں ہوا جبکہ repair شروع ہو گئی ہے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! یہ رقم repair کی مد میں نہیں بلکہ missing facilities کی مد میں فراہم کی گئی ہے۔ اس سکیم میں جو کمیاں رہ گئی تھیں ان کو پورا کرنے کے لئے یہ فنڈز مہیا کئے گئے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ جمنیزیم سال 2009 میں مکمل ہو گیا تھا لیکن محکمہ نے ریکارڈ میں ظاہر کیا ہے کہ یہ جمنیزیم 2014 میں مکمل ہوا ہے۔ دو سال گزرنے کے باوجود جمنیزیم کے ملازمین کے لئے، جن لوگوں نے اس پراجیکٹ کو چلانا ہے ان کے لئے کیا کوئی SNE منظور کی گئی ہے یا نہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! یہ جمنیزیم فنکشنل ہے اور ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس اس کو اپنے عملہ کے ذریعے manage کر رہا ہے۔ اس جمنیزیم کے اپنے ملازمین کی strength کے لئے SNE in process ہے۔ ہم اس جمنیزیم کے لئے عارضی بھرتیاں کرنے جا رہے ہیں۔ ہم NTS کے ذریعے اس جمنیزیم کے لئے عارضی بھرتیاں کریں گے، اس دوران SNE کا عمل بھی مکمل ہو جائے گا اور محکمہ بھی work out کرلے گا کہ آیا اس کو Private Public Partnership mode or Government mode میں چلانا ہے۔ اس حوالے سے جو طریق کار بہتر لگے گا اس کے تحت permanent طور پر decide کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! اس جمنیزیم کے ملازمین کی بھرتی کے لئے ابھی تک SNE کے لئے کوئی تحرک نہیں کیا گیا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ جب اسامی نہ ہو تو عارضی بھرتی کیسے کی جا سکتی ہے، اسامی ہو گی تو پھر عارضی بھرتی ہو سکتی ہے اگر اسامی ہی نہ ہو تو پھر عارضی بھرتی کیسے ہو سکتی ہے؟ یہی تو contradiction ہے کہ حقائق کچھ ہیں اور منسٹر صاحب کچھ اور فرما رہے ہیں۔ جب وہاں اسامیاں ہی موجود نہیں تو پھر عارضی بھرتی کس اسامی کے against ہو گی، ان کو تنخواہ کہاں سے ملے گی اور عارضی بھرتی کو کون سے rules permit کرتے ہیں؟ منسٹر صاحب ذرا مجھے اس کی وضاحت فرما دیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل درست کہہ رہے ہیں کہ جب تک SNE منظور نہیں ہوتی تو اسامی کی

creation نہیں ہو سکتی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہم اس کے لئے عارضی بھرتیاں کرنے جا رہے ہیں جس کا SNE سے تعلق نہیں ہے۔ ہم یہ عارضی بھرتیاں NTS کے ذریعے کر رہے ہیں، ان کے tests ہو چکے ہیں جبکہ باقی process رہتا ہے جو کہ انشاءاللہ جلد مکمل کر لیا جائے گا۔ بہر حال اس وقت جمنیزیم فنکشنل ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ عارضی بھرتی کے لئے بھی کچھ فنڈز رکھے جاتے ہیں۔ کیا پچھلے دو سالوں میں اس حوالے سے کوئی فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ جمنیزیم فنکشنل ہے تو میں عرض کروں گا کہ وہاں سطح زمین پر یہ جمنیزیم بالکل فنکشنل نہیں ہے۔ وہ جمنیزیم بند پڑا ہے، اس کے کئی مرتبہ شیشے ٹوٹ چکے ہیں اور انہی کی یہ repair ہو رہی ہے۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ سرکاری عمارتوں کی تعمیر پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ وہ اس لئے خرچ ہو جاتے ہیں کہ اس میں افسروں کا کمیشن ہوتا جبکہ ملازمین کی SNE سالہا سال جاری نہیں ہوتی۔ اس طرح حکومت کے لگے ہوئے کروڑوں روپے لوگوں کے کام نہیں آتے۔ سال 2006 میں یہ منصوبہ شروع ہوا اور سال 2009 میں مکمل ہو گیا تھا۔ چار سال بعد اب محکمہ تسلیم کر رہا ہے کہ یہ جمنیزیم مکمل ہو گیا ہے۔ جہاں تک اس جمنیزیم کے فنکشنل ہونے کی صورتحال ہے تو وہ میں نے بتا دیا ہے کہ ابھی تک یہ فنکشنل نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے جواب کے جز(د) میں بتایا ہے کہ بجلی کے بل ودیگر سہولیات پر آنے والے متوقع اخراجات کا تخمینہ مبلغ-/600000 روپے سالانہ تک ہو سکتا ہے۔ اس جمنیزیم کی بجلی تجرباتی طور پر آٹھ دن کے لئے چلائی گئی تھی اور آٹھ دن کا بجلی کا بل تقریباً اڑھائی پونے تین لاکھ روپے آیا تھا۔ محکمہ کے پاس پیسے نہیں تھے جس کی وجہ سے بل pay نہ ہو سکا اور واپڈا نے بجلی کا کنکشن کاٹ دیا تھا۔ اگر آٹھ دن کا بل اڑھائی لاکھ روپے ہو سکتا ہے تو پورے سال کا بل چھ لاکھ روپے کیسے ہوا؟ منسٹر صاحب ذرا اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: کیا معزز ممبر کی یہ بات درست ہے کہ اس جمنیزیم کی بجلی ایک ہفتہ چلی اور اس کا بل اڑھائی یا پونے تین لاکھ روپے آیا، معزز ممبر کی یہ انفارمیشن کس حد تک صحیح ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! آٹھ دنوں کا بل اڑھائی لاکھ روپے کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ بات میری سمجھ سے بالا تر ہے۔ بہر حال یہ چھ لاکھ روپے کا ایک اندازہ بتایا گیا تھا۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! ذرا چیک کر لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ سب کچھ ریکارڈ پر موجود ہے۔ بل ادا نہ کرنے کی وجہ سے بجلی کا کنکشن کاٹ دیا گیا تھا اور ہم لوگ اس کی بحالی کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ یہ ساری چیزیں ریکارڈ پر موجود ہیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ جب پالیسیاں حقائق کی بنیاد پر نہیں بنیں گی تو پھر ان کا یہی حشر ہوگا۔ منسٹر صاحب مجھے اس جمنیزیم کے latest بل کے بارے میں بتا دیں، اس وقت یہ جمنیزیم فنکشنل نہیں ہے، اس کی لائٹیں نہیں جلتیں تو بغیر لائٹیں جلے اس کا کتنا بل آتا ہے منسٹر صاحب مجھے وہ بتا دیں؟ اس سے اصل حقائق کا پتا چل جائے گا۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! یہ جمنیزیم 2014 میں complete ہوا۔ جب یہ سکیم مکمل ہوئی تو اس کی third party validation کرائی گئی جس میں کافی وقت لگ گیا۔ ابھی سال 16-2015 کے دوران اس کے utility bills کی مد میں 2 لاکھ 43 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں اور اس دوران اس جمنیزیم میں کچھ events بھی organize کئے گئے ہیں۔ اس کے آئندہ جو بھی utility bills ہوں گے وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ادا کرے گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! محکمہ سپورٹس ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ماتحت نہیں آتا۔ اس کو direct صوبائی محکمہ سپورٹس deal کرتا ہے۔ یہ بھی وہاں پر بحث ہو رہی ہے کہ جب اس جمنیزیم کا بجٹ جاری ہوگا تو کیا اس کو صوبائی محکمہ سپورٹس deal کرے گا یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ دیکھے گی۔ ابھی تک تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اس کو own ہی نہیں کر رہی۔ میں منسٹر صاحب کے گوش گزار یہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو بجٹ بنایا جا رہا ہے اس کو reality based بنا دیں۔ سال 2006 میں چلنے والا منصوبہ اگر دس سال بعد تکمیل تک پہنچ رہا ہے تو کم از کم اس کی SNE کی تاریخ دے دیں کہ کب تک اس کی منظوری ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: وہ SNE کی طرف تو آ ہی نہیں رہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! تو پھر یہ SNE کی طرف کب آئیں گے، کیا 2018 کے بعد آئیں گے؟ میں چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب بتا دیں کہ کب تک اس جمنیزیم کی SNE منظور ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: ابھی تک SNE کے لئے تحرک ہی نہیں کیا گیا تو پھر منظور کیسے ہو جائے گی؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب SNE کے لئے تحرک کرنے کا وعدہ ہی فرمالیں۔ ذرا ان سے وعدہ ہی لے لیں۔

جناب سپیکر: جناب امجد علی جاوید! کیا آپ کے سوال میں میاں رفیق صاحب کو بھی شامل کر لیا جائے؟ میاں صاحب! کیا آپ بھی اس بارے میں کچھ بتائیں گے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس سوال کے جواب میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں۔ جناب امجد علی جاوید نے ضرورت سے بھی زیادہ پوچھ لیا ہے تو میں بھی پوچھوں گا تو ضرورت سے اور زیادہ ہو جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے SNE کا وعدہ ہی لے دیں اگر کبھی وفا ہو گیا۔

جناب سپیکر: جی، منیس صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! اس کی SNE انشاء اللہ coming budget میں finalize ہو جائے گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آئندہ بجٹ میں اُس کے اخراجات کے لئے کوئی پیسے رکھ دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منیس صاحب! آپ جس طرح بھی کریں اُس کو ضرور operational ہونا چاہئے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! وہ پہلے بھی operational ہے اور وہاں پر events organize ہو رہے ہیں بہر حال اگلے بجٹ میں اس کے لئے فنڈز بھی مختص کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری اشرف علی انصاری!

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! سوال نمبر 7367 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری اشرف علی انصاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ: گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی کے کورسز سے متعلقہ تفصیلات

*7367: چوہدری اشرف علی انصاری: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ میں ابتدا سے آج تک صرف چار ٹیکنالوجیز Mechanical، Electrical، Electronics، Instrumentation میں صرف DAE تک فنی تعلیم دی جا رہی ہے اور کسی نئی ٹیکنالوجی کا اضافہ نہ کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ مینجر کی جانب سے تین نئی ٹیکنالوجیز Mechatronics، Biomedical, Civil کے آغاز کے لئے پی سی-I منظوری کے لئے بھجوایا گیا تھا لیکن اسے منظور کرنے کی بجائے pending کر دیا گیا ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹیکنالوجیز کے پی سی-I کی منظوری دے کر ان ٹیکنالوجیز کی تعلیم کا جلد آغاز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ کالج میں DAE سے آگے کی تعلیم مثلاً BS Technology/B-Tech وغیرہ کی کلاسز کا آغاز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چوہدری محمد شفیق):

(الف) گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کا قیام سال 1993 میں عمل میں آیا۔

(ب) گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ میں شعبہ جات کا اجراء مرحلہ وار کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال 1993 میں ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجنیئرز مکینیکل ٹیکنالوجی کا اجراء کیا گیا۔

سال 1994 میں دوسرے شعبہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجنیئرز الیکٹرانکس ٹیکنالوجی کا اجراء کیا گیا۔

سال 1996 میں تیسرے شعبہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجنیئرز الیکٹریکل ٹیکنالوجی کا اجراء کیا گیا۔

جبکہ سال 2003 میں چوتھے شعبہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجنیئرز انسٹرومنٹیشن کا آغاز کیا گیا۔

حکومت کے حکم پر گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کی بلڈنگ کو رچنا انجنیئرنگ کالج گوجرانوالہ کو دیئے جانے کے بعد کالج آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کو عارضی طور پر ایگریکلچر مشینری ٹریننگ سکول گوجرانوالہ کی بلڈنگ میں شفٹ کیا گیا جو کہ نئے شعبہ جات کے لئے ناکافی ہے۔ البتہ کالج کی نئی بلڈنگ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جہاں نئے شعبہ جات کا اجراء کیا جائے گا۔

(ج) متذکرہ ٹیکنالوجیز کے لئے بلڈنگ مکمل کر لی گئی ہے مگر فنڈز کی عدم دستیابی / کمی کی وجہ سے مشینری وایکوپمنٹ کی فراہمی مالی سال 16-2015 میں ممکن نہ ہے۔

(د) جی ہاں! فنڈز کی دستیابی پر حکومت مالی سال 17-2016 کے دوران مذکورہ ٹیکنالوجیز میں کلاسز کے فوری اجراء کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ہ) گوجرانوالہ میں پہلے ہی رچنا انجنیئرنگ کالج موجود ہے البتہ انڈسٹری کی جانب سے ڈیمانڈ آنے پر ضابطے کی کارروائی مکمل کر کے فنڈز کی دستیابی اور نئی بلڈنگ کی تعمیر کے بعد B-Tech/B S Technology کی کلاسز کا آغاز کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ یہ بلڈنگ مکمل ہو گئی ہے اور 17-2016 کے دوران مذکورہ ٹیکنالوجیز میں کلاسز کے فوری اجراء کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر 17-2016 میں مذکورہ ٹیکنالوجیز کی کلاسز کا آغاز ہو جانا ہے تو کیا وہ ٹیکنالوجی کالج 78 کنال کی نئی تعمیر شدہ بلڈنگ میں شفٹ ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہم نے اپنا ادارہ رچنا انجنیئرنگ ٹیکنالوجی یونیورسٹی کو دے دیا تھا اُس کے against 200 millions سے ہم دوسری جگہ 20 کنال پر اپنا ٹیکنالوجی کا ادارہ تعمیر کر رہے ہیں جو آخری stage پر ہے اور ہم نے وہاں پر تھوڑا بہت کام شروع کرا دیا ہے۔ ہم نے جواب میں لکھا ہے کہ جون 2016 میں جب یہ ادارہ مکمل ہو جائے گا تو ہم نے نئی ٹیکنالوجیز کے لئے مشینری بھی خرید لی ہے اور وہاں پر جو جو requirements ہیں ان کو 17-2016 کے بجٹ میں رکھ رہے ہیں۔ ہمارے پاس پہلے جو کورسز تھے اُنہیں ہم چلا رہے ہیں اور یہ تین سالہ، دو سالہ اور ایک سالہ کورسز جو یہ کہتے ہیں ان کو اگلے سال ہم نے شروع کر دینا ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! 16-2015 کی یہ آخری سہ ماہی جا رہی ہے تو اس ادارے کی بروقت شفٹنگ ہونی چاہئے تاکہ اگلا process شروع ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! وہاں پر دن رات کام ہو رہا ہے اور ہم نے اُس کو 30۔ جون تک شفٹ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 7482 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری اشرف علی انصاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ: گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی سے متعلقہ تفصیلات

*7482: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی گوجرانوالہ 78 کنال رقبہ پر ایک وسیع و عریض اور خوبصورت بلڈنگ پر مشتمل ہے اور اس کا تعلیمی لیول صرف DAE Leather Technology ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں بی ایس سی، ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی لیدر کی کلاسز شروع کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں بہت قیمتی مشینری بڑی تعداد میں خراب پڑی ہے اور اسے ٹھیک کروانے کی بجائے condemned قرار دے دیا؟

(د) جنوری 2014 سے آج تک کس اتھارٹی نے اس مشینری کو کب condemned قرار دیا اور کتنی رقم میں اس کو نیلام کیا، تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی گوجرانوالہ 78 کنال رقبہ اور خوبصورت بلڈنگ پر مشتمل ہے۔ حال ہی میں اس کو Centre of Excellence for

Leather Technology میں اپ گریڈ کیا گیا ہے ۔ اسی کے نتیجہ میں DAE لیدر ٹیکنالوجی کے علاوہ مزید کورسز لیدر انڈسٹری کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے لیدر و لیدر گڈز مینو فیکچرنگ بھی شروع کئے گئے ہیں۔ جس میں قابل ذکر ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجنیئرنگ فٹ ویئر ٹیکنالوجی ہے جو کہ فٹ ویئر انڈسٹری کی معیاری افرادی قوت کی ضروریات پورا کرے گا۔

اس کے علاوہ ادارہ ہذا پاکستان ائیر فورس اور پاکستان آرمی کے آفیسرز اور لیدر انڈسٹری کو بھی لیدر اور فٹ ویئر ٹیکنالوجی کے حوالے سے مختلف دورانیہ کی ٹریننگ فراہم کر رہا ہے۔

(ب) انسٹیٹیوٹ ہذا ٹیوٹا ایکٹ کے اندر رہتے ہوئے تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے اور ٹیوٹا اتھارٹی اگلے پانچ سال میں BS(Tech) کلاسز شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے الحاق اور انڈسٹری کی مانگ سے مشروط ہے۔ مزید یہ کہ ایم ایس سی، اور پی ایچ ڈی ٹیوٹا کے احاطے میں شامل نہیں۔

(ج) پرانی ٹیکنالوجی والی مشینری جو کہ نہ صرف خراب تھی بلکہ وہ جدید دور کی ٹیکنالوجی کو بھی پورا نہیں کر پا رہی تھی اور ان کی مرمت پر ان کی قیمت خرید سے زیادہ سرمایہ خرچ ہو رہا تھا انہی مشینوں کو مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد ناکارہ قرار دیا گیا۔

(د) پرانی مشینری کو مجاز اتھارٹی کی منظوری سے سال 2012-13 میں بے کار قرار دیا گیا اور پرانی و ناکارہ مشینری کو سرکاری طریق کار کے مطابق مورخہ 4۔اپریل 2016 کو نیلام کیا گیا۔ نیلامی سے پہلے مختلف اخبارات میں باقاعدہ اشتہار دیا گیا اور نیلامی والے دن 53 پارٹیوں نے نیلامی میں حصہ لیا اور سب سے زیادہ بولی -/3,147,100 روپے لگی جس پر قوانین کے مطابق پرانی و ناکارہ مشینری نیلام کر دی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! ہمارے منسٹر صاحب بڑے dynamic قسم کے منسٹر ہیں اس لئے میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جز (ب) میں فرمایا ہے کہ ٹیوٹا اتھارٹی اگلے پانچ سال میں BS Tech classes شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ پانچ سال کی بالکل سول کورٹ جیسی تاریخ پڑ گئی ہے تو یہ عرصہ اس سے کم نہیں ہو سکتا؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ان کا سوال تھا کہ (BS(Tech اور دوسری کلاسز کو شروع کرنے کا آپ کا ارادہ ہے یا نہیں ہے؟ میرے معزز ممبر کہتے ہیں کہ یہ سول کورٹ کی طرح تاریخ دے دی گئی ہے تو بات یہ ہے کہ ہمارے ٹیوٹا اداروں کی اپنی limitations ہیں کہ ہم نے وہاں پر کون کون سے کورسز شروع کرنے ہیں اُس میں تین سال، دو سال اور ایک سال کے کورسز بھی ہیں۔ اگر ہم سے یہ پوچھا جائے کہ وہاں بی ایس سی کی کلاسز کب شروع کریں گے تو ہم نے جواب دیا ہے کہ اس پر کام ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے لئے ٹیوٹا کے رولز کو change کرنا پڑے گا یا ٹیوٹا کے رولز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہمارے پاس financial position کیا ہے تو ساری چیزوں کو دیکھ کر ہم نے کہا ہے کہ اس کے لئے کوشش کی جا سکتی ہے، ہم نے ان سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! اس سوال کے آنے کے بعد آپ نے اس حوالے سے کوئی پیشرفت کی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ سوال اس سے پہلے سوال سے connected ہے اور وہ سوال بھی چودھری اشرف علی انصاری کا ہی تھا۔ یہ بات ان کے علم میں بھی ہے کہ ہم نے رچنا انجنیئرنگ ٹیکنالوجی یونیورسٹی کی بلڈنگ جو شفٹ کی ہے وہاں پر بی ایس سی کے سارے کورسز شروع کرائے جا رہے ہیں۔ اسی طریقے سے ہمارے UET Campus, Kala Shah Kaku نے بھی کام شروع کر دیا ہے تو ہم یہ نہیں چاہتے کہ گورنمنٹ پر بوجھ بھی ڈالا جائے اور ہم اس کو صحیح طریقے سے چلا بھی نہ سکیں۔ ہمارے پاس وہاں پر ٹیکنیکل ادارے موجود ہوں اور کام چل رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اُس سے فائدہ اٹھانا چاہئے تو ہم نے یہی کہا ہے کہ ہم اس کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اس کے بارے میں feasibility report تیار کی جائے گی، Is it possible or not? اس کی کیا صورتحال ہے، حکومت پنجاب اتنے فنڈز دے سکتی ہے یا نہیں دے سکتی، ہمارے پاس اتنے پروفیسرز / انسٹرکٹرز موجود ہیں کہ وہاں پر ان کلاسز کو شروع کیا جا سکے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ان کو کوئی اُمید تو دلوائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہم اس معاملہ کو seriously لے رہے ہیں لیکن ابھی ہمارے پاس وسائل موجود ہیں، پوری بلڈنگ موجود ہے اور نہ ہی

انسٹرکٹرز موجود ہیں تو کالا شاہ کاکو میں بھی UET Campus بن چکا ہے تو ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اگر ہم نے دیکھا کہ وہاں پر demand بڑھ رہی ہے، وہاں علاقہ کی ضرورت زیادہ ہے تو پھر ضرور اس پر کام کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! علاقے کے نمائندگان تو آپ سے کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر اس کی ضرورت ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کر لیتے ہیں، ہمیں یہ تفصیلات بتا دیں کہ یہاں یہ یہ ضرورت ہے اگر ان کی ضرورت ہوئی تو ہم اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ کی وساطت سے کم از کم کچھ اُمید تو بنی ہے۔ جو اچھا کام ہو اُس کی تعریف بھی کرنی چاہئے کہ انہوں نے گوجرانوالہ میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا جو پروگرام شروع کیا ہے اُس کے لئے یہ واقعی خراج تحسین کے قابل ہیں اور ہم گوجرانوالہ کے تمام ممبران ان کے بہت مشکور ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ جن کے behalf پر یہ سوال لے رہے ہیں کیا وہ بھی اس بات پر مطمئن ہیں؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں شاید اپنی بات آپ کو سمجھا نہیں سکا میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہاں پر انہوں نے جو انڈسٹریل اسٹیٹ شروع کی ہے اُس پر ہم سب ممبران ان کے شکر گزار ہیں۔

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر موجود تمام سوالات مکمل ہوئے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ٹوبہ ٹیک سنگھ: کھیلوں کے مختص رقم سے متعلقہ تفصیلات

1372: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ ضلعی حکومت اور تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اپنے سالانہ بجٹ کا 2 فیصد کھیلوں کے لئے مختص کرے گی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے سال 14۔2013 اور 15۔2014 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا کل بجٹ کتنا تھا اور کھیلوں کے لئے کتنی رقم رکھی گئی؟

(ج) ڈسٹرکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دونوں اداروں نے مذکورہ عرصہ میں اس رقم کا کہاں اور کیسے استعمال کیا، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ ضلعی حکومت اور تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اپنے سالانہ بجٹ کا 2 فیصد کھیلوں کے لئے مختص کرے گی۔

(ب) سال 14-2013 میں ضلعی حکومت کا بجٹ مبلغ 6099.454 ملین روپے تھا جبکہ سپورٹس سرگرمیوں کے انعقاد کے لئے مبلغ 2.000 ملین روپے مختص کئے گئے۔

سال 14-2013 میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ٹوبہ ٹیک سنگھ کا بجٹ مبلغ 305.280 ملین روپے تھا جبکہ سپورٹس کے لئے مبلغ 4.600 ملین روپے مختص کئے گئے۔

سال 15-2014 میں ضلعی حکومت کا بجٹ مبلغ 7055.546 ملین روپے تھا جبکہ کھیلوں کے انعقاد کے لئے ضلعی حکومت کی طرف سے مبلغ 0.500 ملین روپے فراہم کئے گئے۔

سال 15-2014 میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ٹوبہ ٹیک سنگھ کا بجٹ مبلغ 274.048 ملین روپے تھا جبکہ سپورٹس کے لئے مبلغ 4.400 ملین روپے مختص کئے گئے۔

(ج) دوران سال 14-2013 ضلعی حکومت نے کھیلوں کے درج ذیل مقابلہ جات منعقد کئے:۔

1) ڈسٹرکٹ فٹبال چیمپئن شپ
2) کبڈی نمائشی مقابلہ بسلسلہ جشن آزادی
3) ڈسٹرکٹ گرلز بیڈمنٹن چیمپئن شپ

4) بعد ازاں پنجاب یوتھ فیسٹیول 2016 کے سپورٹس مقابلوں کا آغاز ہو گیا اور ویلیج لیول سے ضلعی لیول تک کے مقابلوں کا انعقاد کیا گیا جبکہ ڈویژنل اور صوبائی لیول کے مقابلوں میں شرکت کے لئے کھلاڑیوں کو بھجوایا گیا۔

دوران سال 14-2013 ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ نے کھیلوں کے درج ذیل مقابلہ جات منعقد کئے:

1) انٹر ویلیج فٹبال ٹورنامنٹ
2) DCO کپ بیڈمنٹن ٹورنامنٹ

دوران سال 15-2014 ضلعی حکومت نے کھیلوں کے درج ذیل مقابلہ جات منعقد کئے:۔

1) تقریبات آزادی سپورٹس مقابلہ جات
2) ڈسٹرکٹ T-20 کرکٹ ٹورنامنٹ
3) آل پنجاب دیسی کشتی دنگل
4) انٹر تحصیل رسہ کشی مقابلہ جات
5) فن ریس
6) سائیکل ریس
7) پنجاب گرین بمقابلہ پنجاب وائٹ نمائشی کبڈی میچ
8) ڈسٹرکٹ فٹبال آزادی کپ ٹورنامنٹ
9) ڈسٹرکٹ باکسنگ چیمپئن شپ
10) جشن بہاراں سپورٹس مقابلہ جات
11) ڈسٹرکٹ باکسنگ ٹورنامنٹ
12) فن ریس
13) سائیکل ریس
14) انٹر ڈسٹرکٹ آل پنجاب باکسنگ ٹورنامنٹ
15) مارشل آرٹ ووشو کنگفو کراٹے
16) انٹر تحصیل رسہ کشی
17) آل پنجاب دیسی کشتی دنگل
18) نمائشی کبڈی میچ پاکستان گرین بمقابلہ پاکستان وائٹ

دوران سال 15-2014 ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ نے کھیلوں کے درج ذیل مقابلہ جات منعقد کئے:

1) جشن بہاراں 2015
2) انٹرڈسٹرکٹ گرلز و بوائز ووشو کنگفو ٹورنامنٹ
3) لان ٹینس ٹورنامنٹ

ٹوبہ ٹیک سنگھ: کھیلوں کے فروغ کے لئے گراؤنڈز بنانے سے متعلقہ تفصیلات

1373: **جناب امجد علی جاوید**: کیا وزیر امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ بھر کی طرح ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع میں بھی کھیلوں کے گراؤنڈ بنانے کے لئے منصوبہ بنایا تھا اور اس کے لئے فنڈز بھی مختص کئے گئے تھے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس منصوبہ کے لئے مختص فنڈز روک لئے گئے ہیں کیا یہ منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے؟

(ج) اگر کھیلوں کے فروغ اور کھلاڑیوں کو سہولیات فراہم کرنے کا یہ منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن / امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ بھر کی طرح ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی کھیلوں کے گراؤنڈز بنانے کے لئے منصوبہ بنایا ہے جس کے لئے زمین مختص کر دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اس منصوبہ کو ختم کر دیا گیا ہے۔ بلکہ اس منصوبہ کے آغاز کے لئے محکمہ سپورٹس پوری تندہی سے کام کر رہا ہے۔ محکمہ بلڈنگ سے اس کے تخمینہ جات بھی بنوا لئے گئے ہیں۔ محکمہ ریونیو سے زمینوں کو مختص کروالیا گیا ہے۔

(ج) کھیلوں کے فروغ اور کھلاڑیوں کی سہولت کا یہ عظیم منصوبہ آئندہ مالی سال سے پنجاب کے تمام اضلاع میں شروع کیا جا رہا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: محکمہ سپورٹس سے متعلقہ تفصیلات

1374: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ سپورٹس نے سال 15۔2014 کے دوران کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنے ٹورنامنٹ کروائے؟

(ب) کیا ڈسٹرکٹ میں خواتین کی سپورٹس ٹیمیں بھی ہیں اگر ہاں تو کتنی اور کون کون سی نیز ان ٹیموں نے مذکورہ بالا سال میں کتنے ٹورنامنٹس میں حصہ لیا ہے؟

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ نے کھیلوں کے فروغ کے لئے کوئی عملی اقدامات اٹھائے ہیں تو ان کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن /امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت (جناب آصف سعید منیس):

(الف) محکمہ سپورٹس ٹوبہ ٹیک سنگھ نے سال 15-2014 میں کھیلوں کے درج ذیل مقابلوں کا انعقاد کیا:

1) تقریبات آزادی سپورٹس مقابلہ جات
2) ڈسٹرکٹ T-20 کرکٹ ٹورنامنٹ
3) آل پنجاب دیسی کشتی دنگل
4) انٹر تحصیل رسہ کشی مقابلہ جات
5) فن ریس
6) سائیکل ریس
7) پنجاب گرین بمقابلہ پنجاب وائٹ نمائشی کبڈی میچ
8) ڈسٹرکٹ فٹبال آزادی کپ ٹورنامنٹ
9) ڈسٹرکٹ باکسنگ چیمپئن شپ
10) جشن بہاراں سپورٹس مقابلہ جات
11) ڈسٹرکٹ باکسنگ ٹورنامنٹ
12) فن ریس
13) سائیکل ریس
14) انٹر ڈسٹرکٹ آل پنجاب باکسنگ ٹورنامنٹ
15) مارشل آرٹ ووشو کنگفو وکراٹے

16) انٹر تحصیل رسہ کشی

17) آل پنجاب دیسی کشتی دنگل

18) نمائشی کبڈی میچ پاکستان گرین بمقابلہ پاکستان وائٹ

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مرد کھلاڑیوں کے شانہ بشانہ خواتین کھلاڑیوں کو بھی تمام سہولیات میسر ہیں۔ گرلز سکولز اور گرلز کالجز کی طالبات نے انٹر سکول، انٹر کالجز اور بورڈ لیول پر بیڈمنٹن، ہاکی، باسکٹ بال، والی بال اور فٹبال کے مقابلوں میں حصہ لے کر نمایاں پوزیشنز حاصل کی ہیں۔

کلب لیول پر ہاکی، اتھلیٹکس، ٹیبل ٹینس اور مارشل آرٹس کی خواتین کھلاڑی نمایاں ہیں۔ بالخصوص استاد اسلم روڈا ہاکی اکیڈمی گوجرہ، ووشو کنگفو مارشل آرٹس کلب ٹوبہ، کمالیہ ٹیبل ٹینس کلب کمالیہ اور یونیک ہاکی اکیڈمی گوجرہ نے انڈر سولہ سالہ گرلز ہاکی ٹورنامنٹ گوجرہ، پاکستان نشان حیدر وومن ہاکی ٹورنامنٹ بہاولپور، پاکستان وومن انٹر کلب ٹورنامنٹ لاہور، انڈر 16 وومن ہاکی ٹورنامنٹ سکھر، آل پاکستان انٹر بورڈ ہاکی ٹورنامنٹ فیصل آباد اور دیگر ٹورنامنٹس میں حصہ لیا اور نمایاں کھیل پیش کیا۔

ماہ مئی 2016 میں خواتین کے دیگر سپورٹس مقابلہ جات کا انعقاد بھی ضلعی حکومت کے پروگرام میں شامل ہیں۔

(ج) محکمہ کھیل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ گوجرہ میں انٹرنیشنل معیار کا ہاکی سٹیڈیم تعمیر کر رہا ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں E-Library کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ پیر محل سپورٹس کمپلیکس کا قیام اور ضلع بھر میں 20 گراؤنڈز کا قیام بھی آئندہ مالی سال کے پروگرام میں شامل ہے۔ گوجرہ ہاکی سٹیڈیم میں فلڈ لائٹس کی تنصیب اور 100 کھلاڑیوں کے ہاسٹل کی تعمیر بھی سال 17-2016 کے پروگرام کا حصہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی سرپرستی میں پنجاب اسمبلی الیون کل کے میچ میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اگر پی ٹی آئی کے دوست ناراض نہ ہوں تو میں

مزاحاً عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے کوئی دھاندلی کا الزام بھی نہیں لگایا اور sportsman spirit کے تحت اسے قبول بھی کر لیا ہے۔ میں اس پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! مجھے دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ میں نے کل بھی یہ مسئلہ اٹھایا تھا اور اس وقت بھی چیئرنگ کراس پر اسمبلی کے سامنے سینکڑوں کی تعداد میں PRSP کے ڈاکٹرز، لیڈی ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف، نائب قاصد اور دیگر جو الائیڈ سٹاف ہے جنہوں نے گیارہ سال چودہ اضلاع کے، دیہاتوں کے serve، اور deliver کیا ہے۔ وہ باہر بیٹھے ہیں اور شاید یہی ہے کہ ان سب کو lay off کر دیا جائے گا۔ یہ بے روزگار ہو جائیں گے اور کوئی ان کا والی وارث نہیں ہوگا۔ آپ نے کل بہت ہی نوازش کی اور مہربانی فرمائی کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری عمران نذیر سے کہا کہ اس کے بارے میں بات کریں۔ وہ ماشاء اللہ بہت اہل ہیں اور گفتگو کا فن جانتے ہیں انہوں نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ سارے معاملے کو گول مول کر کے کہا کہ ہم کسی کو بے روزگار نہیں کرنا چاہتے۔ اس طرح کی بات کر کے انہوں نے معاملے کو wind up کیا لیکن یہ جو ساڑھے چھ ہزار کے قریب ملازمین ہیں یہ سخت پریشان اور اذیت میں ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے خاندان بھی ہیں۔ اب اگر گیارہ سال سروس کے بعد ان کے گورنمنٹ سیکٹر میں کوئی راستے بنتے بھی ہیں تو وہ اس عمر کو عبور کر چکے ہیں کہ وہ یہاں پر compete کرنے کے لئے apply نہیں کر سکتے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اسمبلی کے باہر کچھ لوگ اپنا درد لے کر آتے ہیں تو وہ اس امید پر آتے ہیں کہ یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان مقتدر ایوان ہے اور انہی کے ووٹوں سے یہ ایوان ترتیب پاتا ہے۔ وہ بڑی امید لے کر آتے ہیں۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں تو اس حوالے سے وہ آپ سے بھی امید رکھتے ہیں کہ اس میں آپ بھی intervene کریں اور ان کی مشکلات بھی سماعت فرمالیں۔ میں اس حوالے سے یہ تجویز کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس کو قبول فرمائیں تو ان کے دو تین نمائندے بلوا لئے جائیں اور یہاں حکومت کے ایک دو منسٹرز کو آپ direct کریں کہ وہ ان کو سماعت کر لیں اور اس حوالے سے کوئی درمیانی راستہ نکالنے کی کوشش کریں تاکہ ان کی تشفی بھی ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ وہ سارے یہاں پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ اگر اس طرح ان کو lay off کریں گے تو یہ اچھا message نہیں جاتا اور آج آخر میں بحث بھی good governance کے حوالے سے ہے تو یہ good governance کے حوالے سے بھی اچھا message نہیں جاتا۔ اگر ان میں کوئی خامیاں اور کوتاہیاں ہیں تو ان پر بات کر کے اس کی اصلاح کی صورت ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں دوبارہ آپ سے بہت دردمندانہ التماس کروں گا کہ اس حوالے سے آپ بھی ذاتی طور پر نوٹس لیں اور کوئی راستہ بنانے کی کوشش کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر کل تفصیلی بات ہو گئی تھی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر ادھر ہیں تو ایوان میں آئیں۔

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! اگر مجھے اجازت دیں تو میں اس موضوع پر دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! یقیناً وسیم اختر صاحب اچھے آدمی ہیں اور انہیں سٹاف سے ہمدردی ہے۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ انشاءاللہ حکومت پنجاب ان ملازمین کا ضرور خیال رکھے گی لیکن میرا جو پچھلے تین سال کا PRSP کے ساتھ تجربہ ہوا ہے۔ ہم یہ تو کہتے ہیں کہ "ساڈا حق تے ایتھے رکھ" لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہم چکوال کے تمام ایم این ایز اور ایم پی ایز نے پوری کوشش کی لیکن وہ بات سننے کے لئے تیار ہیں اور نہ کوئی facility دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر ہم سب نے متفقہ resolution چیف منسٹر پنجاب کو بھیجا کہ خدارا ہماری PRSP سے جان چھڑائیں اور اس پر پچھلے ایک سال سے کام ہو رہا ہے۔ PRSP کو پچھلے پورے سال میں تین دفعہ موقع دیا گیا لیکن انہوں نے improve نہیں کیا۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ ہمیں ملازمین کا خیال ضرور رکھنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ عوام کو بھی یہ facilities دیں اور یہ لوگ کام بھی کریں۔ بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 55/16 محترمہ شنیلا رُوت کی ہے یہ پڑھی جا چکی ہے اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ!

سیالکوٹ یونین کونسل اسلام آباد میں باؤلے کتے کے کاٹنے کے واقعات میں اضافہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ نے مورخہ 2-جون 2015 کو تفصیلی ہدایات جاری کیں کہ باؤلے اور آوارہ کتوں کی تلفی کے لئے محکمہ صحت کی مشاورت سے ایک سپیشل مہم چلائی جائے اور اس کے لئے سپیشل ٹیمیں تشکیل دی جائیں جو باؤلے اور آوارہ کتوں کی تلفی کو یقینی بنائیں۔ جہاں تک مذکورہ خبر روزنامہ "اوصاف" مورخہ 18-جنوری 2016 کا تعلق ہے تو ڈی سی او اور ٹی ایم او سیالکوٹ کو دوبارہ ہدایات کی گئیں کہ اپنے علاقہ میں باؤلے اور آوارہ کتوں کی تلفی کو یقینی بنائیں اور محکمہ کو کارروائی سے آگاہ کریں۔ ان ہدایات کے پیش نظر ٹی ایم او سیالکوٹ نے باؤلے اور آوارہ کتوں کے خلاف بھرپور مہم چلائی اور ضلعی حکومت کی مشاورت سے ایک خاص ٹیم تشکیل دی گئی تھی اور ان کی ہدایات کے مطابق باؤلے اور آوارہ کتوں کو روزانہ کی بنیاد پر تلف کیا گیا۔ جہاں تک گورنمنٹ علامہ اقبال ہسپتال میں کتے کے کاٹنے پر لگائے جانے والے ٹیکوں کی عدم دستیابی کا معاملہ تھا تو ہم نے محکمہ صحت کو لکھ دیا ہے اور یہ confirm بھی کر لیا ہے کہ وہاں پر وہ vaccine موجود ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 68/16 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات!--- موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 73/16 بھی pending ہے۔

جناب سپیکر: یہ محکمہ صنعت سے متعلقہ ہے۔ ابھی چودھری شفیق صاحب یہاں پر تشریف فرما تھے۔ اگر میری آواز سن رہے ہیں تو ہاؤس میں تشریف لائیں۔ اگر چودھری صاحب آ گئے تو پھر شاید آپ کا نمبر آ جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 72/16 میاں محمد اسلم اقبال کی ہے یہ محکمہ ہیلتھ سے متعلقہ ہے اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 95/16 میاں محمد اسلم اقبال کی ہے یہ محکمہ ہاؤسنگ سے متعلق ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجنیئرنگ (جناب سجاد حیدر گجر): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/101 ملک احمد سعید خان، ملک احمد خان اور شیخ علاؤالدین ہے یہ محکمہ زراعت سے متعلقہ ہے یہ پڑھی جا چکی ہے۔ جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ابھی جواب موصول نہیں ہوا اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جواب آگیا ہوگا آپ نے دیکھا نہیں ہوگا۔ چلیں! ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/143 چودھری اشرف علی انصاری کی ہے اور یہ چودھری شفیق سے متعلقہ ہے ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کون ہیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! علی اصغر منڈا صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، منڈا صاحب! ایس اینڈ جی اے ڈی کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ جی، بتائیں کون اس کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/159 جناب امجد علی جاوید کی ہے یہ زکوٰۃ وعشر سے متعلقہ ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! گوندل صاحب کی ہی ڈیوٹی لگا دیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! میرے خیال میں کچھ اسی طرح ہی کرنا پڑے گا کہ گوندل صاحب کے سپرد ہی سارے معاملات کرنے پڑیں گے۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب بہت دیر سے pending چلا آرہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کہہ دیا ہے اور انشاء اللہ next week میں اس تحریک التوائے کار کا جواب آ جائے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/179 ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے یہ محکمہ سوشل ویلفیئر سے متعلقہ ہے۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کے پارلیمانی سیکرٹری کون ہیں، مجھے بھی بتائیں؟ الیاس انصاری کدھر ہیں، کہیں وہ باہر تو نہیں بیٹھے ہوئے؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/181 ہے سردار وقاص حسن موکل، ڈاکٹر محمد افضل کی ہے جو محکمہ ہیلتھ سے متعلقہ ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جب کوئی جواب دینے والا ہی نہیں ہے تو پھر اسے رہنے ہی دیں۔

جناب سپیکر: میں نے تو پڑھنا ہے اور اس کے مطابق ہی چلنا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ کیا آبکاری و محصولات کے پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر صاحب موجود ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گوندل صاحب ہی ٹھیک تھے۔

جناب سپیکر: میں نے تو یہ ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی لیکن اب آپ نے ہی یہ changing کروائی ہے تو میں کیا کروں؟ میرے خیال میں ہمیں واپس اسی طرف جانا پڑے گا اور کل ہم اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ خواجہ صاحب! آپ کے پارلیمانی سیکرٹری کدھر گئے ہیں کیونکہ پھر ان سے متعلقہ تحریک التوائے کار نمبر 16/184 ڈاکٹر سید وسیم اختر کی آگئی ہے۔

مشیر صحت برائے وزیراعلیٰ (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وہ پہنچنے والے ہیں کیونکہ باہر ٹریفک جام ہے تو میں check کر کے آپ کو ابھی بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جب تک پارلیمانی سیکرٹری صاحب نہیں آتے اُس وقت تک کے لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 185 ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے اچلانہ صاحب کدھر ہیں؟ شاہ صاحب! یہ آپ کی تحریک التوائے کار ہے آپ اسے move کریں کیونکہ یہ ابھی move نہیں ہوئی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں پڑھ تو دیتا ہوں لیکن فائدہ کوئی نہیں کیونکہ جواب تو آنا ہی کوئی نہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! جواب آئے گا کیوں نہیں آئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر پھر pending,pending,pending ہوتا جائے گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ان کو جواب دینا پڑے گا اور آپ انشاء اللہ جواب سنیں گے۔ آپ پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ چلیں آپ پڑھ تو دیں۔ اگر آپ سوال ہی نہ کریں تو جواب کس بات کا مانگیں گے ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جی، جی۔ میں ابھی لیڈر آف دی اپوزیشن سے کہنے لگا تھا کہ ہم سب یہاں پانچ منٹ کے لئے اس سوگ میں کھڑے ہو جائیں جو کہ یہاں پر صورتحال ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز۔ آپ ایسی بات نہ کریں اور اس ایوان کے تقدس کا خیال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی غیر حاضری ہے اور آپ کو ان کی غیر حاضری والی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جو جواب نہیں دے رہے وہ بھی اس ایوان کا تقدس پامال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جی، جب وہ آئیں گے تو پھر دیکھیں گے ان سے بھی پوچھیں گے۔ جی، شاہ صاحب!

فیصل آباد میں ناجائز اور جعلی اسلحہ لائسنسز کے اجراء کا انکشاف

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وطن عزیز کے اندر دہشت گردی اور بدامنی کے ساتھ ساتھ قتل و غارت گری کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسی صورتحال میں پنجاب کے بڑے اور صنعتی شہر فیصل آباد میں جعلی اسلحہ لائسنسز جاری کئے جانے کا انکشاف بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا ہے۔ ناجائز اور جعلی اسلحہ لائسنسز کے ذریعے کرپٹ افسران اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں۔ دوسری طرف ناجائز اسلحہ رکھنے کی وجہ سے بدامنی اور قتل و غارت کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس خطرناک کام کا نتیجہ نہ صرف پوری قوم کو بھگتنا پڑے گا بلکہ نوجوان نسل کتابوں اور قلم کی بجائے ہاتھوں میں اسلحہ لہراتی نظر آئے گی اور تعلیمی مراکز میں آپس کی لڑائیاں اور تشدد کے واقعات میں اضافہ ہو جائے گا۔ معمولی باتوں اور جھگڑوں پر قتل کے واقعات میں اضافہ ہو جائے گا۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس خبر کا فی الفور نوٹس لے اور ایسے کرپٹ

افسران کے خلاف کارروائی کرے نیز تمام ناجائز اور جعلی لائسنسز کو کینسل قرار دے اور آئندہ اسلحہ لائسنسز کے اجراء کے لئے صاف اور شفاف نظام وضع کرے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہر اعجاز احمد اچلانہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اس تحریک التوائے کار نمبر 193/16 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے اور یہ محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 199/16 بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی ڈاکٹر صاحب کی ہے اور یہ میرے خیال میں ابھی پڑھی نہیں گئی ہے۔ جی، اب اور مصالحہ آگیا ہے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی، اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت قرارداد

MR SPEAKER: Now, we take up the Motion under Rule 127 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab, 1997. Minister for Law may move the motion for leave of the Assembly.

آئین کے آرٹیکل 128(2)(a) کے تحت قرارداد
پیش کرنے کی اجازت کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That leave be granted to move a Resolution under Article 128(2)(a) of the Constitution for extension of the Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Ordinance 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to move a Resolution under Article 128(2)(a) of the Constitution for extension of the Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Ordinance 2016."

Those in favour may raise and stand in front of their seats. I think, more than 100 members are standing and leave is granted. Minister for Law may move the Resolution.

قرارداد

آرڈیننس (ریلیف و بحالی) دہشت گردی سے متاثرہ سویلین پنجاب 2016 کی معیاد میں توسیع

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Ordinance 2016 (X of 2016), promulgated on 7th March 2016, for a further period of ninety days with effect from 5th June 2016."

MR SPEAKER: The Resolution moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Ordinance 2016 (X of 2016), promulgated on 7th March 2016, for a further period of ninety days with effect from 5th June 2016."

Now, the Resolution moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Ordinance 2016 (X of

2016), promulgated on 7th March 2016, for a further period of ninety days with effect from 5th June 2016."

(The Resolution is passed.)

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) اینیمل سلاٹر کنٹرول پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, Minister for Law may introduce the Punjab Animal Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Animal Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Animal Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Livestock and Dairy Development for report within two months.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون ایگریکلچر، فوڈ اینڈ ڈرگ اتھارٹی پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016 (Bill No. 20 of 2016). First reading starts. Minister for law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, as recommended by the Standing Committee

on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Dr Syed Waseem Akhtar and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، oppose کیا گیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں again یہاں پر یہی کہوں گی کہ اسی طرح کی اتھارٹیاں بنائی جا رہی ہیں جیسا کہ پہلے ہیں۔ ہر روز دھڑا دھڑ اتھارٹیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ایسی اتھارٹیاں بنانے کی گورنمنٹ کو ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے؟ آپ کی governance کے اوپر بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ کیا ایسی اتھارٹیاں بنانے سے کوئی بہتری آ جائے گی جو کہ existing اتھارٹی کو کنٹرول نہیں کر پا رہے جبکہ نئی اتھارٹی بنا کر خزانے پر فضول بوجھ ڈال رہے ہیں اور ایسی اتھارٹی بنا رہے ہیں جس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آ رہا۔ اس وقت گورنمنٹ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ کے پاس جو چیزیں exist کر رہی ہیں اُن کو بہتر بنایا جائے اور اگر کوئی چیزیں کنٹرول میں نہیں ہیں تو سزائیں دیں جو کہ آپ کے اختیار میں ہے۔ آپ بہتر بنانے کے لئے بہت سے ایسے اقدامات کر سکتے ہیں اور بجائے یہ کہ نئی اتھارٹی بنا کر حکومت کے خزانے پر بوجھ ڈالیں، اُسی کو ہی بہتر کیوں نہیں کر رہے؟ اس اتھارٹی میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن سے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ہونا۔ اگر یہ اتھارٹی بنانا ہی چاہ رہے ہیں تو اس میں ایسی چیزیں ہونی چاہئیں جن سے یہ effective ہو سکے۔ اگر کسی قسم کی کوئی شکایات موصول ہوتی ہیں تو اس میں سزا و جزا کے لئے کوئی خاطر خواہ provision موجود ہی نہیں ہے۔ ظاہری بات ہے کہ existing اتھارٹی سے کوئی fruitful results نہیں مل رہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ اتھارٹی بنانے کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس اتھارٹی میں بھی آپ نے کوئی سزا وغیرہ نہیں رکھی جس سے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں پر pressure پڑے، اُن کو پتا چلے کہ ہماری responsibilities کیا ہیں اور اگر ہم نے اس کو effective نہ کیا اور صحیح کام نہ کیا تو ہمیں کیا کیا سزائیں بھگتنا پڑیں گی؟ آپ اگر again ایک اتھارٹی بنا کر simple legislation کر دیں گے تو اس کے results وہی ہوں گے جو کہ پہلے مل رہے ہیں لہٰذا میرے خیال میں ایسی اتھارٹیاں بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ بیوروکریسی کیوں اس طرح کے مشورے دے رہی ہے، اپنے آپ کو strong کر رہی ہے اور حکومت کو کیوں ایسی چیزوں کی طرف لا رہی ہے جس کا practically کوئی فائدہ نظر نہیں آ رہا؟ میں یہاں پر یہ ذکر بھی کرنا چاہوں گی کہ پرائیویٹ سیکٹر یا دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ اس میں ملوث ہیں تو اللہ جانے جرم کے مرتکب ہونے والوں کا کیا ہو گا کیونکہ اس میں کچھ بھی واضح نہیں ہے یعنی اگر کوئی غلطی کرے گا تو اُس کے ساتھ کیا ہو گا؟ انہوں نے ایک simple سی اتھارٹی بنا کر پیش کر دی ہے جس میں ایسی کوئی detail نہیں جس سے عوام کو کوئی فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میری ان سے یہ گزارش ہے کہ اس طرح کی قانون سازی نہ کی جائے جس طرح ہم پہلے کر رہے ہیں کہ اتھارٹیاں بناتے جا رہے ہیں لیکن عملی طور پر اُن سے کوئی فائدہ نظر نہیں آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ اس کو تجویز کردہ Select Committee میں بھیج دیا جائے جو اس کے متعلقہ افسران کے ساتھ مل کر چھان بین کر کے اپنی رائے کے ساتھ اس Bill کو اسمبلی میں پیش کرے۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کمیٹیوں میں اکثر Bill جوں کے توں واپس آ جاتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ ایک آدھ لفظ جیسا کہ اس جگہ پر "دو" لگا دیا جائے لیکن زیادہ ڈویلپمنٹس نہیں کی جاتیں۔ جس طرح کمیٹیوں میں محکمے والے briefing دیتے ہیں اس کے بعد Bill کو اکثر اوقات بغیر ترمیم کے clear کر دیا جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ اس Bill کو Select Committee کے سپرد کر دیا جائے تاکہ ہم جو نتائج لینا چاہ رہے ہیں اور یہ بھی چاہ رہے ہیں کہ ہمیں اس سے فائدہ ملے اور وہ مل سکے۔ اگر پہلے کی طرح ہم گھسی پٹی اتھارٹیاں پیش کریں گے تو اس کا کوئی عملی فائدہ نہیں ہوگا، عوام کا ٹائم بھی ضائع ہوگا اور حکومت کا پیسا بھی ضائع ہوگا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے ترمیم کچھ اور دی ہے اور کہہ کچھ اور رہی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جو اتھارٹی بنا رہے ہیں میں اسی کے خلاف بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے amendment for the purpose of eliciting opinion دی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں general بات کر رہی ہوں کہ یہ جو اتھارٹی بنانے جا رہے ہیں اس کا کوئی خاص مقصد نظر نہیں آ رہا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہم یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ اس بل پر دوبارہ opinion لینے کے لئے 30- جون 2016 تک circulate کیا جائے، وہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ یہ ایک بوجھ ہے؟ اگر زرعی ادویات، کھاد، خوراک اور زرعی ڈرگ مافیا کے حوالے سے اغراض و مقاصد دیکھے جائیں تو ایک اچھا قدم نظر آتا ہے لیکن اگر غور و فکر کیا جائے تو نظر آتا ہے کہ ہم

اتھارٹیوں پر اتھارٹیاں بنا رہے ہیں اور تنخواہیں در تنخواہیں دے رہے ہیں۔ کیا محکمہ جات پہلے کام نہیں کر پا رہے، جو لوگ زرعی ادویات کی جعلسازی اور فراڈ کر رہے ہیں کیا اُن کے لئے فرانزک لیبارٹری میں ایسا کوئی testing system نہیں ہے؟ حالانکہ بڑی اسٹیٹ آف دی آرٹ ایک فرانزک لیبارٹری بنائی گئی ہے۔ بجائے اس کے کہ مزید بوجھ بنے، فرانزک لیبارٹری میں ایک شعبہ زرعی حوالے سے بھی بنا دیا جائے اور اس کی تمام سہولتیں ہر ضلع کی سطح پر موجود ہونی چاہئیں۔ ہم اس لئے اس پر غور کر رہے ہیں کہ اس کو circulate کریں اور ہمیں اس پر مزید غور و فکر کرنا چاہئے۔ اس اتھارٹی بنانے کے جو اغراض و مقاصد ہیں وہ واقعی اچھے ہیں کیونکہ زراعت ہمارا ایک ایسا پیشہ ہے جس پر کام ہونا بہت ضروری ہے اور ہماری 80 فیصد دیہی آبادی کا تعلق اسی شعبہ سے ہے۔ آئے دن ہمارے زمیندار کو problems رہتی ہیں کیونکہ اُن کو زرعی ادویات نہیں ملتیں، ان کی دیکھ بھال نہیں ہو رہی اور اُن کو صحیح معنوں میں ان کی اجناس کی قیمتیں نہیں مل رہیں اس لئے اس پر ہماری یہ گزارش ہو گی کہ بہتر ہے کہ اس پر further opinion لینے کے لئے اس کو 30- جون 2016 تک circulate کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 14- اپریل 2016 کو یہ بل اسمبلی میں پیش ہوا تھا اور اسی روز پنجاب حکومت کی ویب سائٹ پر مشتہر کر دیا گیا تھا اس لئے اسے مزید مشتہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

> "That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June 2016."

(The motion was lost.)

The second amendment is from: Mian Mehmood-ur Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mr Ijaz Khan, Raja Rashid Hafeez, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Muhammad Shoaib Siddiqui, Mian Muhammad Aslam

Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Khurram Shahzad and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2016:
>
> 1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
> 2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 3. Dr Nausheen Hamid, MPA
> 4. Dr Murad Raas, MPA
> 5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
> 6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
> 7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
> 8. Mrs Raheela Anwar, MPA
> 9. Dr Muhammad Afzal, MPA
> 10. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be referred to a

Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2016:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA
10. Mrs Ayesha Javed, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، اسے oppose کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! Issue وہی ہے جس طرح پہلے اس پر discuss ہوتا رہا ہے کہ جب authorities بنائی جاتی ہیں تو main department سے responsibility لے کر اتھارٹی کو دے دی جاتی ہے حالانکہ انہیں پوری responsibility بھی نہیں دی جاتی بلکہ انہیں صرف directions دی جاتی ہیں اور ہر چیز کے اوپر extra بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ پہلے ہی جو چیز کام نہیں کر رہی اس کے لئے ہم ایک اور اتھارٹی بنانے جا رہے ہیں۔ For what reasons مجھے یہ چیز سمجھ نہیں آتی کہ جب ڈیپارٹمنٹ کام نہیں کر رہا تو پھر اتھارٹی بنانے کی ضرورت کیا ہے؟ یہی responsibility اگر ہم ڈیپارٹمنٹ کے اوپر ہی رکھیں اور وہیں پر جو کام کر رہا ہے اسے ٹھیک کرنے کی بجائے ہم نئی اتھارٹیز بنا دیتے ہیں اور اس کا جو نقصان ہے، پہلے ہی ہم کہتے ہیں کہ حکومت کے اوپر financial burden کافی ہے تو جب ہم اور لوگ اتھارٹی کے اندر hire کر رہے ہیں اور لوگوں کو positions دی جا رہی ہیں، تنخواہیں دی جا رہی ہیں اور اتھارٹی کے افسران کو جو بھی چیزیں مل رہی ہیں یا جو بھی سہولتیں شامل ہیں تو وہ سارا کچھ درست کرنے کی بجائے واپس ہم ڈیپارٹمنٹ کے اوپر آ جائیں تو that will be much better than so ہمارا ترمیم دینے کا یہ مقصد تھا کہ اس بل کو Select Committee کو بھیجا جائے اور وہاں

پر بیٹھ کر دوبارہ دیکھا جائے کہ ان اتھارٹیز کی ضرورت ہے یا نہیں یا ان میں کسی قسم کی ترامیم کی جا سکتی ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! پہلے آپ بتائیں کہ آپ کا نام اس ترمیم میں ہے یا نہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہے۔ اگر دیکھ لیں تو۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی کہ پنجاب حکومت کا جس طرح bridge اور پُل بنانا اسی طرح اتھارٹی بنانا ایک واحد مشغلہ رہ گیا ہے اور اس اسمبلی میں پچھلے تین سالوں میں لاتعداد اتھارٹیاں بن چکی ہیں لیکن لوگوں کے مسائل میں کمی آئی ہے نہ ان اتھارٹیوں سے کوئی ریلیف ملا ہے سوائے اس کے کہ وسائل ضائع ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بتائیں ناں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! قوم کا پیسا ضائع ہوا ہے اور قوم کے لئے زیادہ hurdles create ہو گئے ہیں۔ یہ جو اتھارٹی آپ بنانے جا رہے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "خیبر پختونخوا میں بھی بنالیں" کی آوازیں)

جناب سپیکر! خیبر پختونخوا میں خیبر پختونخوا کی بات ہوگی اور یہاں پنجاب اسمبلی میں پنجاب کے لوگوں کی بات ہوگی۔

جناب سپیکر! جو اتھارٹی بنائی جا رہی ہے اگر آپ اس کے ناموں پر غور کریں تو اتھارٹی کے چیئرمین وزیر اعلیٰ صاحب، ظاہر ہے کسی کو تو oblige کریں گے۔ وائس چیئرمین کی کوئی کوالیفکیشن نہیں ہے اور کون ہوگا، کہاں سے آئے گا اور کیا کرے گا؟ اس کے بعد وزیر پرائمری و سیکنڈری ہیلتھ کیئر یا مشیر برائے وزیر اعلیٰ پرائمری و سیکنڈری ہیلتھ کیئر، وزیر خوراک، وزیر زراعت، سیکرٹری محکمہ پرائمری و سیکنڈری ہیلتھ کیئر، سیکرٹری محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن، سیکرٹری محکمہ زراعت، سیکرٹری خوراک، ڈائریکٹر جنرل فرانزک سائنس ایجنسی پنجاب ہیں۔ Already یہ سارے لوگ سرکاری ملازم ہیں، نہایت ہی اہم سیٹوں پر ہیں اور قوم کے بے تحاشا وسائل کو استعمال بلکہ ضائع کر رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ ان سیٹوں پر رہ کر کام نہیں کر رہے تو کیا گارنٹی ہے کہ نئی

اتھارٹی بنا کر انہیں نئے اختیارات دے کر عوام کا پیسا ضائع کر کے یہ اس اتھارٹی میں آ کر کام کریں گے؟ حکومت کو اس چیز پر غور کرنا چاہئے کہ جو existing محکمے ہیں، اس وقت ان کے پاس جتنے بھی محکمے اور اتھارٹیاں ہیں ان سے کام لیں۔ ان سے کیوں نہیں کام لے رہے؟

جناب سپیکر! اس وقت زراعت میں کس کس جگہ اور کہاں کہاں پر جعلی ادویات ہیں تو کیا اس کے لئے محکمے موجود نہیں ہیں، کیا اس کے لئے قانون موجود نہیں ہے اور کیا اس کے لئے طریق کار موجود نہیں ہے؟ اس پر کتنا عمل ہو رہا ہے کہ ایک نئی اتھارٹی بنائی جا رہی ہے۔ اپنی نالائقیاں اتھارٹی بنانے میں نہ چھپائیں بلکہ اپنی صلاحیتیں اگر خدا نے کوئی دی ہیں تو ان صلاحیتوں کو اپنے صوبے کے عوام کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ جن لوگوں کو لاکھوں کروڑوں روپے تنخواہیں اور دیگر مراعات دے رہے ہیں، ان سے آپ کام کیوں نہیں لیتے؟ میں کہتا ہوں کہ اس اتھارٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہ اتھارٹی سوائے لوگوں کو oblige کرنے کے، عوام کا پیسا اور وسائل ضائع کرنے کے علاوہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جن 12/10 لوگوں کے آپ نے نام لکھے یہ already اس صوبے کے عوام کا خون چوس رہے ہیں، انہی سے کام لیں اور انہیں مزید اختیارات دینے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور اس اتھارٹی کو مسترد کرتے ہیں کیونکہ اس اتھارٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کے لئے آپ انہی لوگوں سے کام لیں نہ کہ اتھارٹیاں بنائیں اور غریب عوام جو پینے کے پانی سے محروم ہیں، جنہیں ہسپتالوں میں ادویات نہیں ملتیں، جن کے بچوں کو سکولوں میں کتابیں نہیں ملتیں، سکولوں میں بیٹھنے کے لئے ڈیسک نہیں اور سکولوں میں facilities missing ہیں تو ان جگہوں پر یہ پیسا لگائیں نہ کہ اس قسم کی اتھارٹیاں بنا کر قوم کا پیسا ضائع کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! عباسی صاحب کل رات میرے ساتھ ٹی وی پروگرام میں تھے جہاں پر یہ بیوروکریسی کی تعریف کر رہے تھے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر: عباسی صاحب؟ اچھا۔ (قہقہہ)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران نے جو ترمیم دی ہے وہ یہ ہے کہ ایک Select Committee جو دس معزز ممبران پر مشتمل ہو، وہ اس بل کا دوبارہ جائزہ لے جبکہ میرا مؤقف ہے کہ اس سے پہلے سٹینڈنگ کمیٹی جس میں اسی معزز ایوان کے ممبران نے

اس بل پر پوری طرح سے غور و خوض کیا ہے اور اس کی ایک ایک شق کو دیکھا ہے جس کے بعد اسے پاس کر کے اس معزز ایوان میں بھیجا ہے اس لئے اس کے اوپر دوبارہ غور و خوض کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2016 :

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA
10. Mrs Ayesha Javed, MPA"

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration.

There are three amendments in it. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Dr Syed Waseem Akhtar and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: I move:

> That in Clause 3 of the Bill, in sub-clause (3), for para (a), the following be substituted:
>
> "(a) Vice Chairperson who shall be an eminent scientist in the field of Food or Agriculture or Drug."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 3 of the Bill, in sub-clause (3), for para (a), the following be substituted:
>
> "(a) Vice Chairperson who shall be an eminent scientist in the field of Food or Agriculture or Drug."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، چودھری عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جیسے ہم نے پہلے گزارش کی تھی کہ یہ جو ایگریکلچر، فوڈ اینڈ ڈرگ اتھارٹی بنائی جارہی ہے، اتھارٹی پر اتھارٹی بنائی جارہی ہے اس سے پہلے بھی بہت ساری اتھارٹیز بنی ہیں، اس کا مقصد سوائے تنخواہوں کے بوجھ کے نہیں ہے لیکن چلیں اب آپ بنا ہی رہے ہیں، اس کی قانون سازی ہو رہی ہے اور آپ نے ہماری پہلی ترمیم کو accept نہیں کیا جب یہ بنا ہی رہے ہیں تو پھر اس کو کم از کم اس لیول پر بنائیں کہ جس کا عوام الناس کو فائدہ ہو سکے۔ ظاہر ہے اس اتھارٹی کے چیئرمین تو وزیراعلیٰ ہی ہوں گے پھر آگے اُن کو اختیار ہے کہ وہ کسی اور کو nominate کر سکتے ہیں لیکن وائس چیئرمین اس کا ایسا ہونا چاہئے کہ جو اپنے زرعی فیلڈ کا ماہر ہو، ایک ایسا سائنسدان ہو یا ایسا بندہ ہو کم از کم

اُس کو اپنے فیلڈ کی اے بی سی تو آتی ہو۔ اب problem یہ ہے کہ آپ نے جو سارے بیوروکریٹ جیسے باقی ممبرز مختلف ڈیپارٹمنٹس کے ہیں اُن کو آپ نے اس کا ممبر بنانا ہے وہ تو اس لیول پر نہیں ہیں کہ اُن کو ایگریکلچر کی knowhow ہو، اگر ایگریکلچر کی knowhow ہوتی تو پھر یہ اتھارٹی کیوں بناتے؟ میرا خیال ہے کہ اتھارٹی اسی لئے بنا رہے ہیں کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ ناکام ترین ڈیپارٹمنٹ ہو چکا ہے اُس کے failure کی وجہ سے اس اتھارٹی کو بنایا جا رہا ہے۔ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا failure ہے اور اُس کا فیلڈ اسسٹنٹ لوگوں کو knowhow نہیں دے پا رہا اُس کا staff lowest staff سے لے کر highest staff تک اور اُس کے سائنسدان جو ہیں وہ عام پبلک اور کسان کو اس لیول پر آگاہی نہیں دے پا رہے تو تب ہی یہ اتھارٹی بنا رہے ہیں کہ اُس کی testing ہو، زرعی ادویات کو دیکھا جا سکے۔ اُس کے علاوہ جو کھاد، بیج ہے اگر کھاد دو نمبر بن رہی ہے، فراڈ ہے اُس کی فرانزک ٹیسٹنگ ہونی ہے تو اُس کا مطلب ہے کہ پہلے ناکامی ہے، پہلے 65 سال سے ہم کوئی کام ایسا کر ہی نہیں پا رہے۔ ہم اتنے سالوں سے اور خاص طور پر ان کی حکومت کو آٹھ سال ہو گئے ہیں۔ آٹھ سال سے ہم جعلی ادویات کسان کو دے رہے ہیں، اس کا مطلب ہے ہم کھاد بھی ساری جعلی دے رہے ہیں اور ہم ہر کام ایسا کر رہے ہیں۔ یہ تو اپنے آپ کو تسلیم کر رہے ہیں، موجودہ حکومت اس اتھارٹی کو بنانے کو تسلیم کر رہی ہے۔ ان آٹھ سالوں میں وہ تو سارا کام ہی غلط کرتی آئی ہے۔ مجھے تو شرمندگی ہو رہی ہے اور احساس ہو رہا ہے کہ زرعی صوبہ ہونے کے ناتے جس کی تقریباً 80 فیصد آبادی زراعت سے وابستہ ہے اور کسان آج بے حال ہے۔ اُس کی اجناس کو محکمہ خوراک لینے کو تیار نہیں ہے، جی یہ کیا ہے؟ کوالٹی صحیح نہیں ہے، چھوٹی چھوٹی چیزوں پر اعتراض لگایا جا رہا ہے اور وہاں پر پٹواری کلچر اور فوڈ کے لوگ اور یہ اے ایف سیز فوڈ انسپکٹر سارے مافیا بن کر گندم کی سپلائی لینے سے انکاری ہیں، وہاں ایسے ہی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو جو targets دیئے گئے تھے ان کو بھی کم سے کم کیا جا رہا ہے۔ ایک زمیندار کو پہلے 200 بوری کا کہا گیا اب 100 بوری پر لے آئے ہیں کہ جی ہم 100 بوری سے زیادہ نہیں لیں گے تو خاص طور پر جو ظلم زراعت پر ہو رہا ہے، حکومت ظلم کر رہی ہے کسان کش پالیسیز لا کر تو یہ تسلیم کر رہی ہے اس لئے میری ہمدردانہ گزارش ہو گی کہ آپ یہ اتھارٹی بنا ہی رہے ہیں تو کم از کم اُس کا وائس چیئرمین ایک ایسا ماہر ایگریکلچر، ایسا سائنسدان بنا دیں جس کو knowhow ہو جو کم از کم اپنی inputs دے سکے اور بہتر سے بہتر اس کی کارکردگی ہو۔ جو اس کا دائرہ کار بنایا جا رہا ہے جو تنخواہیں لے رہے ہیں اُن کی تنخواہیں حلال ہو سکیں اور جو لوگ اس کی تنخواہیں لیں گے، کھائیں گے پہلے بھی میں نے

کئی اتھارٹیز دیکھی ہیں کم از کم بیس بیس لاکھ سے اُن لوگوں کی تنخواہیں چلتی ہیں اتنی اتنی تنخواہیں دی جا رہی ہے، گاڑیاں، نوکر اور کام کچھ وی نئیں، آندا ہی کج نئیں۔

جناب سپیکر! میری یہی گزارش ہے کہ ایسے بندے کو وائس چیئرمین appoint کیا جائے جو کہ ایگریکلچر کے اندر ماہر ہو، ایگریکلچر یونیورسٹی سے لے لیں، کسی ایسے ماہر کو لے لیں جو ایگریکلچر کی knowhow جانتا ہو اور کم از کم یہ جو زرعی ادویات ہیں، کھاد ہے، خوراک ہے، ڈرگ ہے ان کی جو فرانزک ٹیسٹنگ ہونی ہے اُن کو جانتا ہو تاکہ وہ صحیح معنوں میں اپنی inputs دے سکے۔ میری تو سارے ایوان سے یہی گزارش ہو گی کہ آپ میں سے majority معزز ممبران کی زراعت پیشہ لوگ ہیں یہ زراعت آپ کے پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے خدارا اس کے لئے ایسی ترامیم نہ کریں جس کے لئے کل آپ کو پچھتانا پڑے۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو اس اتھارٹی میں وائس چیئرمین ہے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ یہ بل بہت ہی اہم ہے۔ فوڈ، ایگریکلچر اور ڈرگز جو ہیں یہ اُس کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور یقیناً قوم اس میں مسائل کو face کرتی ہے اور دو نمبری بہت زیادہ چلتی ہے۔ اس کو مؤثر طریقے سے کنٹرول نہیں کیا جا رہا اس اتھارٹی کے اندر چیئرمین کے بعد جو دوسری وائس چیئرمین کی اہم پوسٹ ہے ہم اپنے کلچر کو دیکھتے ہیں اور سرکاری ورکنگ کو بھی دیکھتے ہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ کس کی حکومت ہے، کس کی نہیں ہے بیوروکریسی بڑی تیز ہے یہ manage کرتی ہے اور جو اہم عہدے ہوتے ہیں اُس کو یہ grab کرتی ہے اور مستقبل قریب کے اندر میں یہ foresee کرتا ہوں کہ میڈیکل کالجز کے پرنسپل، ایم ایس صاحبان اور یونیورسٹیز کے وائس چانسلرز جو ہیں یہ سی ایس پی کلاس میں سے آنا شروع ہو جائیں گے اور یہ اپنے لئے مزید اس طرح کی اسامیاں پیدا کرنے کے حوالے سے غور و خوض کرتے رہتے ہیں یہ چیئرمین کے بعد دوسرا بڑا عہدہ ہے ظاہر ہے جب وہ رائے دے گا اُس کی ایک حیثیت ہو گی۔ کسی بیوروکریٹ کے اس عہدے پر آنے سے رکاوٹ کے طور پر میں سمجھتا ہوں کیونکہ یہ ایک ٹیکنیکل سا بل ہے اس سے اتھارٹی کے حسن میں بھی اضافہ ہو گا اور یہ جو سینئر سائنسدان ہیں اس حوالے سے اُن کی پذیرائی بھی ہو گی کہ ہم ایک ایسا ٹیکنیکل آدمی لے لیں جو ایگریکلچر میں سے ہو یا فوڈ کے حوالے سے جو ماہر ہو یا ڈرگ کے حوالے سے جو ماہر ہو جس کے اوپر وہ کوئی تخصیص رکھتا ہو ان تینوں شعبوں میں سے اگر کوئی بندہ اس کے اوپر لے لیں گے تو یہ زیادہ بہتر ہو جائے گا اور وہ اپنی رائے دے گا وہ authoritative بھی ہو گی ہاؤس کا وزن بھی اس حوالے سے ہو جائے گا تو میں سمجھتا ہو کیونکہ یہ زیادہ مناسب ہے اور

اپوزیشن نے اس کے اندر جو تجویز دی ہے یہ بہت ہی صائب ہے اور بل کے اندر اس کے نتیجے میں بہتری آنی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ رانا صاحب نے یہ بات پہلی ترمیم کے حوالے سے کی ہے یا دوسری ترمیم کے حوالے سے کہ already دس ممبرز جو ہیں اُنہوں نے اس کو thrash out کیا ہے لیکن جو آپ کے سامنے بل پیش ہوا ہے اس میں جو لوگ اس کے اندر آئے ہیں یہ چیئرمین کے علاوہ پانچ، چھ، سات افراد ہی اس کے اندر موجود تھے جنہوں نے اس پر غور و خوض کیا ظاہر ہے پورے ممبر نہیں آسکے ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی جمہوریت پر یقین ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جی، جو میں نے اس بل کی proceeding دیکھی ہے اس کے اندر کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہوا کہ اس کے اوپر غور و خوض کرنے کے لئے یہ تینوں جو اس کے اندر شعبے ہیں ایگریکلچر کا ہے، فوڈ کا ہے، ڈرگ کا ہے اس کے حوالے سے جو ماہرین ہیں اُن کو بھی on board لیا گیا ہو یہ بہت ہی اچھا صائب ہوتا ہے کہ لوگوں کو ان ڈیپارٹمنٹس سے لیا جاتا۔ منسٹر فوڈ تشریف فرما ہیں ان سے رائے لے لی جاتی یہ کوئی بندہ nominate کر دیتے، ایڈوائزر ہیلتھ سے کوئی بندہ لے لیا جاتا اور وہ بھی سلیکٹ کمیٹی میں اپنی رائے دیتے اس طرح کافی بہتری جائے گی۔

جناب سپیکر! آپ بھی سمجھتے ہیں، آپ بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں اور آپ کا بڑا تجربہ ہے۔ ہم بھی ماضی میں اس ہاؤس کے اندر آتے رہے ہیں اور یہ سارے functions دیکھتے رہے ہیں کہ کس طرح ہوتے ہیں۔ اس طرح کے بل کی drafting ہوتی ہے لاء ڈیپارٹمنٹ اس میں کچھ اہم اہم چیزیں ڈال دیتا ہے اور جو اصل ڈیپارٹمنٹ ہوتا ہے اس کا سیکشن آفیسر، ہیڈ کلرک، سپرنٹنڈنٹ بیٹھ کر اس کو ڈرافٹ کر لیتے ہیں اور اس کے بعد میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ پھر وہ بڑا مقدس ہو جاتا ہے۔ یہ بل اوپر تک چلتا چلا جاتا ہے اس کے اندر کوئی تبدیلی add نہیں ہوتی، وہ یہاں ہاؤس کے اندر lay ہو جاتا ہے اور پھر سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس چلا جاتا ہے۔ اب آپ کے سامنے موجود ہے کہ دس میں سے سات افراد بیٹھے ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے کوئی اس فیلڈ کا specialized ہو۔ یقیناً انہوں نے رائے دی ہو گی لیکن ہمارے ہاں روایت اس طرح کی ہے کہ جو کچھ حکومت کی طرف سے آجاتا ہے اگر کوئی تھوڑی بہت بے ضرر سی تبدیلی اس کے اندر ہو جاتی ہے تو وہی تبدیلی entertain ہوتی ہے ورنہ یہ انا کا مسئلہ بنایا ہوتا ہے کہ جو بل آیا ہے اس کو اسی طرح پاس کر کے اسمبلی کے اندر پیش کر دینا ہے۔ بہر حال اس پر اپوزیشن نے غور و خوض کر کے بڑی سنجیدگی کے ساتھ یہ بات کی ہے کہ اگر تینوں field

میں سے کوئی relevant، کوئی scientist، کوئی تخصیص رکھنے والا یا پی ایچ ڈی ہو ان میں سے کسی کو وائس چیئر مین لگا دیں گے تو اس کا function اور اس کی delivery زیادہ بہتر ہو جائے گی۔ اس ترمیم پر اپوزیشن کے کئی ممبران نے بیٹھ کر غور و خوض کر کے اسے پیش کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت صائب ہے۔

جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ خان سے عرض کروں گا کہ ہم نے اس کے اندر جو اس حوالے سے deliberation کی ہے یہ اس بل کو مزید مضبوط کر دے گی اس لئے یہ اس کو قبول فرمالیں اور اس کو اس مخمصے میں نہ ڈالیں کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے۔ اگر یہ قبول کر لیں گے تو اس میں مزید بہتری آ جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات اُن سے پوچھتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے دو معزز بھائیوں نے اس ترمیم کے حوالے سے بڑی مناسب اور صائب بات کی ہے لیکن میں ان کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہوں گا کہ چیئر مین، وائس چیئر مین اور باقی ممبران کا جو role ہے وہ administration cum policy making ہے۔ یہ پوری اتھارٹی مل کر جس میں وزراء بھی ہیں، سیکرٹری صاحبان بھی ہیں وہ اس overall صورتحال کو overview کریں گے۔ ان کا administration type role ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کسی نے گپ شپ کرنی ہے تو وہ لابی میں تشریف لے جائیں یہ مناسب بات نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دونوں معزز ممبران نے جس role کو discuss کیا ہے وہ ڈائریکٹر جنرل کا ہے۔ ڈی جی اتھارٹی اس role کو ادا کریں گے۔ میں ان کی توجہ کلاز 7 کی سب کلاز 6 کی طرف مبذول کروانا چاہوں گا اس میں ہے کہ:

> The Director General shall be the Chief Executive Officer of the Authority.

جناب سپیکر! یہ سارا role جو انہوں نے فرمایا ہے یہ ڈی جی اتھارٹی نے ادا کرنا ہے اور ڈی جی اتھارٹی کی qualification کلاز 7 کی سب کلاز 2 میں درج ہے۔ وہ بالکل ویسے ہی ہے جس قسم کا اظہار میرے دونوں دوستوں نے فرمایا ہے۔ یہ سب کلاز 2 اس طرح سے ہے کہ:

The Director General shall be an expert in one or more disciplines of forensic science relevant to fertilizer, pesticide, food or drug in accordance with the prescribed standards.

جناب سپیکر! اتھارٹی کا جو چیف ایگزیکٹو آفیسر ہے وہ بالکل ان qualifications کے مطابق ہوگا جن کا ذکر معزز ممبران نے کیا ہے اور یہ already اس Bill کی کلاز (6),(2)7 میں بڑی صراحت کے ساتھ درج ہے۔

MR SPEAKER: Thank you. Now, the question is:

That in Clause 3 of the Bill, in sub-clause (3), for para (a), the following be substituted:

"(a) Vice Chairperson who shall be an eminent scientist in the field of Food or Agriculture or Drug."

(The motion was lost.)

The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mr Ijaz Khan, Raja Rashid Hafeez, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Muhammad Shoaib Siddiqui, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak and Mr Khurram Shahzad. Any mover may move it.

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

That in Clause 3 of the Bill, in sub-clause (3), after para (d), the following be added as para (e) and subsequent paras be renumbered accordingly:

"(e) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, including one woman member and one member from the Opposition to be nominated by the Speaker of the Assembly."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 3 of the Bill, in sub-clause (3), after para (d), the following be added as para (e) and subsequent paras be renumbered accordingly:

"(e) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, including one woman member and one member from the Opposition to be nominated by the Speaker of the Assembly."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، ڈاکٹر مراد راس!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں to the point بات کروں گا زیادہ لمبی بات بالکل نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ ڈاکٹر ہیں، پانچ چھ تو ڈاکٹر ہی ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس پر to the point بات یہ ہو گی کہ اس ترمیم میں request کی گئی ہے کہ ایک اپوزیشن اور ایک خاتون ممبر کو اس میں add کیا جائے۔ یہاں پر اپوزیشن نے اس اسمبلی میں پچھلے تقریباً تین سال میں جو بھی ترامیم دی ہیں میرے خیال میں 95 فیصد سے زیادہ کو قبول نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: ابھی آپ نے لاء منسٹر صاحب کو سنا نہیں ہے جب وہ qualification کے بارے میں بات کر رہے تھے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! دیکھیں، qualified لوگ ہمارے پاس بھی تو ہیں۔ میں آپ کو اس لئے بتا رہا ہوں کہ جب بھی اپوزیشن نے یہاں پر کوئی ترامیم دیں تو ان پر بہت اچھی advice دیں، پڑھی لکھی advice دیں، کبھی کوئی ہوائی فائر نہیں کیا اور کبھی کوئی unnecessary بات نہیں کی۔ جب بھی بات کی ضروری بات ہی کی ہے کیونکہ پی ایم ایل (ن) اور موجودہ حکومت اپنے آپ کو جمہوریت کی علمبردار claim کرتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جمہوریت کا خیال رکھتے ہوئے اس کے اندر اپوزیشن کا ممبر add ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: کیا لسٹ میں اپوزیشن کا ممبر شامل نہیں ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بھلا کس میں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس اتھارٹی میں اپوزیشن کا ممبر شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں اتھارٹی کی بات نہیں کر رہا میں کمیٹی کی بات کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اتھارٹی کی بات کر رہا ہوں کمیٹی کی بات تو نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: اچھا چلیں، بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جب بھی اپوزیشن نے اپنا role ادا کیا ہے وہ پورا پورا ادا کیا ہے اور اس کے ساتھ انہوں نے پوری justification دی ہے۔ اگر آپ اپوزیشن کو بیچ میں نہیں رکھیں گے تو ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا جس طرح حکومت نے باقی چیزیں چلائی ہیں۔ جس نے جو کہا، جو سینئر بندہ involve تھا، جس کے پاس بھی کنٹرول تھا اس نے ہاں میں ہاں ملائی اور آگے چل پڑے۔ جب اپوزیشن کا بندہ بیچ میں ہوتا ہے کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹی کا میں بھی حصہ ہوں میں نے وہاں دیکھا ہے کہ جب اپوزیشن کا بندہ بیٹھا ہوتا تھا تو اس پر پوری attention دی گئی جس چیز کو point out کیا گیا ہے اس point کو اٹھایا گیا ہے اور اس پر بات ہوئی ہے۔ اگر اِدھر بھی اپوزیشن کے ممبر کو بیچ میں رکھا جائے گا تو آپ دیکھنا کہ یہ improvement کی طرف جائے گا اور اس میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کہتی ہے کہ وہ جمہوریت اور سب چیزوں کے بہت بڑے علمبردار ہیں اور وہ اپنے آپ کو claim کرتے ہیں تو میرے خیال میں انہیں اپوزیشن کو شامل کرتے ہوئے بالکل گھبرانا نہیں چاہئے۔ میرے خیال سے اپوزیشن کا بنچ میں آنا اسے بہتر کرے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس کلاز پر بات کرنا چاہوں گی اور جس طرح ڈاکٹر مراد راس صاحب نے کہا کہ اپوزیشن کا ممبر شامل ہونے سے آپ کی کارکردگی میں بہتری آئے گی کیونکہ oversighting ہوتی ہے اور اپوزیشن جس طریقے سے کرے گی تو شاید گورنمنٹ کا بندہ ویسے نہ کر سکے۔ میری درخواست ہے کہ اس میں خاتون ممبر کو بھی شامل کیا جائے جیسا کہ پنجاب حکومت endorse کرتی ہے کہ خواتین کی نمائندگی ہر جگہ ہونی چاہئے تو یہ ایک بڑا positive gesture جائے گا جب ایک خاتون ممبر اور ایک اپوزیشن کا ممبر اس اتھارٹی میں شامل ہوگا۔ یہ تو کلاز پر بات ہوگئی اور جہاں تک اتھارٹی کی بات ہے کہ ہم جو فوڈ ایگریکلچر اینڈ ڈرگ اتھارٹی بل لے کر آرہے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جب ہر چیز کے ڈیپارٹمنٹ موجود ہیں تو ہم اتھارٹیز پر اتھارٹیز کیوں بناتے جارہے ہیں؟ ایسی کیا وجہ ہے کہ ہم یہ بات accept کررہے ہیں کہ ہمارے ادارے deliver کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں؟ کیا ہم accept کرتے ہیں کہ ہمارے ادارے کام سنبھال نہیں پائے یا اس میں بیٹھے ہوئے لوگ اتنے efficient نہیں ہیں کہ وہ تمام معاملات کو دیکھ سکیں تو ہمیں ایک اتھارٹی بھی بنانی پڑتی ہے۔ اس طرح تو گورنمنٹ پر اخراجات کا double burden آتا ہے۔ Defiantly جب ایک نئی چیز بنتی ہے اس کے offices بھی ہوتے ہیں اور اس کے اخراجات بھی ہوتے ہیں، اس کے تمام کے تمام لوازمات ہوتے ہیں جو کسی ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہو سکتے ہیں، ہم ایک موجود ڈیپارٹمنٹ کو اچھے طریقے سے utilize کیوں نہیں کر سکتے؟

جناب سپیکر! اس میں بہتری کی صورتحال اس طرح ہو سکتی ہے کہ اس میں مزید قابل اور اچھے لوگ شامل کیجئے۔ اس اتھارٹی میں گورنمنٹ کا بھی کوئی ایم پی اے شامل نہیں ہے اس سے گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں اپنی credibility کمزور کر رہی ہے۔ اس میں گورنمنٹ کے ایم پی اے کا ہونا بھی اتنا ہی ضروری ہے اس لئے کہ اس کا مطلب ہے کہ اتھارٹی کسی ایک کے پاس ہے اور وہ ساری اتھارٹیز run کرتی ہیں۔ This is not democracy. جس کی ہم بات کرتے ہیں۔ ہم سب یہاں پر اپنا اپنا

mandate لے کر آئے ہیں اور ان میں اتنی capability ہے کہ ان اداروں کو سنبھال سکیں اور ان میں بہتری لا سکیں۔

جناب سپیکر! میری چھوٹی سی درخواست یہ ہے کہ ایک اتھارٹی بنا کر گورنمنٹ خود کو paralyze کروا رہی ہے کہ آپ capable نہیں ہیں you are not capable enough کہ آپ اپنے کام کر سکیں اور آپ کے اوپر ایک بندہ بیٹھا ہے---

جناب سپیکر: جی، آپ ترمیم پر آئیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ترمیم کی بات یہ ہے کہ میں چاہتی ہوں کہ اگر آپ نے کرپشن پر کنٹرول کرنا ہے تو اس میں ایک اپوزیشن ممبر اور ایک حکومتی ممبر شامل ہونا چاہئے بلکہ ایک خاتون ممبر اس میں لازمی شامل ہونی چاہئے۔ اس میں ڈبل خرچے ڈالے گئے ہیں اس کو آپ صحیح معنوں میں justify کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس میں معزز ایوان کی نمائندگی کا تعلق ہے تو جو کیبنٹ ممبران ہیں جن کی تعداد چار ہوگی وہ of course اسی معزز ایوان کو represent کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ کلاز ای میں جن پانچ لوگوں کو گورنمنٹ نے نامزد کرنا ہے ان میں at least ایک خاتون بھی ہوگی اور اس میں پبلک یا پرائیویٹ سیکٹر کی کوئی قدغن نہیں ہے کسی کو بھی یعنی اگر کوئی scientist یا متعلقہ qualification رکھتا ہے وہ اس معزز ایوان سے بھی ہو سکتا ہے، اپوزیشن سے بھی ہو سکتا ہے، گورنمنٹ سے بھی ہو سکتا ہے اسے اس میں نامزد کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!---

MR SPEAKER: No, sir, let me proceed further. Now, the question is:

> That in Clause 3 of the Bill, in sub-clause (3), after para (d), the following be added as para (e) and subsequent paras be renumbered accordingly:
>
> "(e) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, including one woman member and one

member from the Opposition to be nominated by the Speaker of the Assembly."

(The motion was lost.)

Now, the third amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Dr Syed Waseem Akhtar and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: Mr Speaker! I move:

That in Clause 3 of the Bill, in sub-clause (3), for para (j), the following be substituted:

"(j) not more than five scientists from the public and private sector, including at least one female scientist, if available, in the relevant field compatible with the aims and objectives of the Act."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 3 of the Bill, in sub-clause (3), for para (j), the following be substituted:

"(j) not more than five scientists from the public and private sector, including at least one female scientist, if available, in the relevant field compatible with the aims and objectives of the Act."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں یہی گزارش ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ ہمیں اس relevant field میں بندے چاہئیں۔ یہ scientist تو رکھ رہے ہیں لیکن کیا گارنٹی ہوگی کہ جو یہ پانچ ممبران including one female member appoint کریں گے وہ relevant اسی field سے ہوں گے؟ اس ترمیم کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمیں انہی field سے بندے لینے چاہئیں جو کہ ماہر ایگریکلچر ہوں، جن کا تجربہ ہو، وہ scientist ہوں جنہوں نے اس پر کام کیا ہو، جنہوں نے اس پر محنت کی ہو، جو زراعت کو جانتے ہوں جو زرعی ادویات کی جعلسازی کو جانتے ہوں جو کھاد کے حوالے knowhow رکھتے ہوں۔

جناب سپیکر! میری بس یہی گزارش تھی، یہ ایک معمولی سی ترمیم ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اگر حکومت اس کو مان لے۔ میری حکومت، لاء منسٹر صاحب اور اس ہاؤس سے یہی ہمدردانہ گزارش ہے کہ اس میں کم از کم relevant field کے آدمیوں کو آزمانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کلاز کی جو دیگر language ہے اس میں یہ understood ہے یعنی اس میں مزید relevant لکھ دینے سے کوئی relevancy میں فرق نہیں پڑتا اور جو scientists اس field سے متعلقہ ہوں گے انہی کو بطور scientists نامزد کیا جائے گا۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

That in Clause 3 of the Bill, in sub-clause (3), for para (j), the following be substituted:

"(j) not more than five scientists from the public and private sector, including at least one female scientist, if available, in the relevant field compatible with the aims and objectives of the Act."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: جی، یہ جمہوریت ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان سے پوچھ لیں کہ یہ ہاتھ کس لئے اٹھائے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، سب کو پتا ہے۔

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it.

The amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Dr Syed Waseem Akhtar and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: Mr Speaker! I move:

That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2), after para (m), the following be added as para (n) and subsequent paras be renumbered accordingly:

"(n) maintain close liaison with the Punjab Forensic Science Agency and seek assistance to efficiently perform its functions."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2), after para (m), the following be added as para (n) and subsequent paras be renumbered accordingly:

"(n) maintain close liaison with the Punjab Forensic Science Agency and seek assistance to efficiently perform its functions."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے state of the art ایک ایسی لیبارٹری بنائی ہے، دیکھیں جہاں پر ہم تجاویز دیتے ہیں، تنقید کرتے ہیں یعنی تنقید برائے تنقید نہیں کرتے بلکہ جہاں پر کوئی اچھی چیز ہے اس کی تعریف بھی کرنی چاہئے۔ پچھلے دنوں سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران کو اس لیبارٹری کا visit کروایا گیا۔ میں یقیناً پورے ہاؤس میں اس لیبارٹری کی تعریف کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ! کسی کی بات بھی سن لیا کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! موجودہ اسمبلی اور سابقہ اسمبلی معزز ممبران کی کاوشوں سے اس لیبارٹری کا وجود عمل میں آیا جس میں ہم سب شامل ہیں۔ 2008 سے 2013 کی جو اسمبلی تھی اس نے اس لیبارٹری کا بل پاس کیا، اس بل کے حوالے سے یہ فرانزک لیبارٹری کا وجود عمل میں آیا ہے۔ اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس لیبارٹری سے کوئی فائدہ لیا جائے، اس لیبارٹری میں ہم گئے ہیں وہ ایک اچھی لیبارٹری ہے، سنا ہے اس کے ڈی جی صاحب بھی کافی تنخواہ لے رہے ہیں، کافی سہولیات بھی لے رہے ہیں۔ ان کی اتنی زیادہ تنخواہ کا کچھ فائدہ بھی اٹھانا چاہئے، وہ اگر بیس پچیس لاکھ روپے ماہانہ اور اس کے علاوہ بھی کچھ facilities لے رہے ہیں، کم از کم حکومت کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اس لیبارٹری کی اتنی اچھی بلڈنگ بنا کر صرف اور صرف اپنے سیاسی مخالفین پر پرچے کروا کر ان کے جعلی رزلٹ لینے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ اس لیبارٹری کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سیاست میں نہ جائیں بلکہ ترمیم پر بات کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اسی پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بیچ میں جو بات کرتے ہیں اس سے پرہیز کریں۔
That's not allowed. I will not allow that. Thank you.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں بات کر رہا ہوں، آپ ہماری بات سننا نہیں چاہتے تو پھر ہم اپنی ترمیم واپس لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ترمیم ہی واپس لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: irrelevant بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے اس میں irrelevant بات کون سی کی ہے؟ میں نے تو کہا ہے کہ وہ لیبارٹری ایک اچھی لیبارٹری ہے، اب اگر میں نے کہا ہے کہ یہ اچھی بنائی ہے وہ تو relevant ہو گئی ہے۔ اب اس میں تھوڑی سی یہ بات کر لی کہ یہ نہ کریں تو وہ irrelevant ہو گئی ہے، واہ جی واہ، یہی اصول ہیں آپ سب کے، براہ مہربانی جمہوریت میں ہمیں بات کرنے کا جو حق ہے وہ تو نہ چھینیں۔ ویسے بھی آپ کی اکثریت ہے آپ نے اپنی اکثریت کی وجہ سے بل تو پاس کر ہی لینا ہے لیکن ہمارا جو بولنے کا حق ہے وہ تو نہ چھینیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک بولنا چاہئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! بولنے کا حق تو نہ چھینیں۔

جناب سپیکر: جس بات کا سر پیر نہ ہو اس پر بولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم تو آپ کو تجاویز دے رہے ہیں۔ ہماری تجویز ہے کہ اس لیبارٹری سے استفادہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا ابھی پتا کرتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس لیبارٹری میں زرعی ماہرین کی بھی تعیناتی کی جائے، اس لیبارٹری کو اربوں روپے لگا کر بنایا گیا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ایشیا کی سب سے بڑی لیبارٹری ہے۔

جناب سپیکر: بڑی اچھی بات ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وہ ایشیا کی سب سے بڑی لیبارٹری ہے تو اس لیبارٹری سے ہم استفادہ کیوں نہیں کرتے؟ کم از کم یہ جو اتھارٹی بن رہی ہے یہ اس سے فائدہ حاصل کریں۔ وزیر قانون آپ ہماری اس بات پر ہمدردانہ غور کریں کہ اس لیبارٹری سے فائدہ لیں، آپ نے اس پر جو کروڑوں

اربوں روپے لگائے ہیں، اس کو صرف ایک state of the art بنا کر یہ دکھانا کہ ہم نے ایک بہت بڑی لیبارٹری بنا دی ہے جو پورے ورلڈ میں کہتے ہیں کہ سیکنڈ نمبر پر ہے اور ایف بی آئی کی لیبارٹری کے بعد یہ دنیا کی سب سے اچھی لیبارٹری ہے۔ میں خود بھی تجویز کے ساتھ ساتھ اس کی تعریف بھی کر رہا ہوں، اس حوالے سے اس لیبارٹری سے استفادہ کیا جائے اور وہاں پر ایک ایسا شعبہ بھی بنایا جائے جس میں زرعی ادویات، کھاد اور بیج کے ماہرین شامل ہوں جس سے اس سارے سلسلے کو بہتر کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے اس لیبارٹری سے متعلق جو فرمایا ہے یقیناً یہ لیبارٹری اس ملک اور صوبے کا ایک ایسا asset ہے کہ جس کی credibility کا اس وقت معیار یہ ہے کہ بیرونی ممالک سے بھی جو disputed cases ہوتے ہیں ان میں سے جو as referee laboratory کو جو cases recommend ہوتے ہیں وہ cases بھی پوری دنیا بھر سے اس لیبارٹری کو recommend ہو رہے ہیں۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس لیبارٹری کا انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کیا ہے یہ لیبارٹری largest in Asia and second largest in the World ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس لیبارٹری کو بنانے کا سہرا موجودہ حکومت کے سر ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے یہ کارنامہ اس لئے سرانجام دیا ہے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کرائم انوسٹی گیشن میں آج سے پچاس سال پہلے سائنٹیفک طریقوں پر جا چکی ہے لیکن ہمارا ابھی تک انوسٹی گیشن کا نظام اسی پرانے طریقے سے چل رہا تھا۔ اس لیبارٹری کے آنے سے جو تھانہ کلچر ہے، تھانہ کلچر میں بنیادی طور پر جس بات کا لوگوں کو گلہ ہے یا جس بات پر لوگ exploit ہوتے ہیں وہ یہی ہے کہ تھانیدار پیسے لے کر ضمنی لکھتا ہے اور اس ضمنی میں گنہگار کو بے گناہ اور بے گناہ کو گنہگار کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ لیبارٹری جس کرائم کے scene کو cordon کرنے کے بعد وہاں سے evidence collect کرے گی وہاں اس evidence کی بنیاد پر جس ملزم کو اس کرائم سے relate کیا جائے گا، نامزد کیا جائے گا سائنٹیفک سائنس کی evidence کا یہ دعویٰ ہے کہ کروڑوں اربوں انسانوں میں سے وہی انسان ہو گا جس کو وہ نامزد کریں گے کہ اس scientific evidence کے مطابق یہ ملزم ہے۔

جناب سپیکر! میں معزز ایوان کی خدمت میں ایک مثال یہ عرض کروں گا کہ یہاں لاہور میں ایک ہوٹل میں واقعہ ہوا کہ ایک لڑکی کے ساتھ rape ہوا، جس نے بعد میں الزام لگایا کہ میرے ساتھ gang rape ہوا ہے اور آٹھ لوگوں نے میرے ساتھ gang rape کیا ہے۔ اس scene کو لیبارٹری نے cordon of کیا، اس کے بعد وہاں سے evidence collect کیا اور evidence collect کرنے کے بعد scientific evidence کی بنیاد پر ان آٹھ میں سات لوگ بے گناہ پائے گئے اور ایک جو صحیح ملزم تھا اس کو نامزد کیا گیا۔ اگر یہی کام تھانیدار اپنی ضمنی لکھنے کے ذریعے سے کرتا تو یقیناً وہاں پر کرپشن کا دخل ہوتا اور کسی بے گناہ کو گنہگار ثابت کر دیا جاتا یا گنہگار پیسے کے زور پر کرپشن کے زور پر بے گناہ ہو جاتا۔

جناب سپیکر! یہ تھانہ کلچر کے لئے ایک ایسا asset ہے جو آگے چل کر ہمارے ہاں جو پولیس انوسٹی گیشن کا جو سسٹم ہے اس کو altogether change کر دے گا اور یہ لیبارٹری نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہے۔ یہ خدمت نہ صرف صوبہ پنجاب کے لئے ہے بلکہ یہ پورے پاکستان کے لئے ہے اور اس خدمت کو الحمد للہ ہمیں، اس گورنمنٹ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ وہ اس لیبارٹری کا قیام عمل میں لائی ہے۔ جہاں تک میرے بھائی نے مخالفین سے متعلق بات کی ہے، اس کا انٹرنیشنل سٹینڈرڈ ہے اس پر دنیا کو یقین ہے اور سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس فرانزک لیبارٹری کا کوئی بھی ٹیسٹ، دنیا بھر کی کسی دوسری لیبارٹری سے ٹیسٹ کروایا جائے اور وہاں پر جا کر کامیاب نہ ہو۔ میرے بھائی نے جو ترمیم پیش کی ہے کہ اس فرانزک لیبارٹری کا close liaison ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس اتھارٹی کو جس کو آج ہم legislate کرنے جا رہے ہیں، اس کی جو اتھارٹی ہے اس میں فرانزک لیب کے جو ڈائریکٹر جنرل ہیں اس کے ex-offico member ہیں اس لئے اس میں close liaison کی بات automatically ہے کیونکہ اس فرانزک لیبارٹری کے ڈائریکٹر جنرل اس اتھارٹی میں بیٹھے ہوں گے، جس کو ہم legislate کرنے جا رہے ہیں تو اس سے زیادہ مزید رابطہ بلکہ ان کی supervision اس سلسلے میں ہو گی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

Now, the question is:

That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2), after para (m), the following be added as para (n) and subsequent paras be renumbered accordingly:

"(n) maintain close liaison with the Punjab Forensic Science Agency and seek assistance to efficiently perform its functions."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it.

The amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Dr Syed Waseem Akhtar and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب بار بار qualification کے بارے میں یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ ہم اسی relevant field سے بندے لیں گے اور ڈائریکٹر جنرل کی naturally qualification اسی relevant field سے ہوگی۔ اگر ان کی یہ یقین دہانی ہے تو میں یہ ترمیم withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ترمیم withdraw کر لی گئی ہے۔

Now, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSES 8 & 9

MR SPEAKER: Now, Clauses 8 & 9 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 8 & 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it.

The amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Dr Syed Waseem Akhtar and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 10 of the Bill, in sub-clause (3), after the word "question", occurring at the end, the words "with the advice that the question may be raised with the forum duly qualified to answer the question", be added.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 10 of the Bill, in sub-clause (3), after the word "question", occurring at the end, the words "with the advice that the question may be raised with the forum duly qualified to answer the question", be added.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر مختصراً یہی تجویز ہے کہ عدالت کے سوال پر اتھارٹی پر ایسی کوئی چیز نہ اٹھ سکے جس سے عوام کو مسائل سے دوچار ہونا پڑے اس لئے گزارش ہے کہ اگر یہ اس ترمیم کو لے لیں تو اس سے یہ بہتری ہو گی۔ ہمارے کورٹ سسٹم میں جب اس اتھارٹی کے احکامات کو challenge کریں گے تو ہم ان challenges کو مضبوطی سے تھام سکیں گے اور اس سے بہتری آئے گی، اس کے results میں بہتری آئے گی اور اس کے احکامات پر عمل کرنے میں بھی بہتری آئے گی۔ یہی گزارش ہے کہ اس طرح یہ ایک اچھا qualified answerable question ہو گا اس لئے مہربانی کر کے اسے add کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: پوچھتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم میں میرے معزز بھائی تھوڑا confuse کر رہے ہیں اس میں

10. Clarification of Opinion :-(1) if an expert opinion is not clear, the court, tribunal or concerned authority may refer it to the Authority for clarification on a specific question.

اگر کورٹ میں کوئی clear opinion نہیں ہے تو انہوں نے refer کرنا ہے اور وہ کر سکتی ہے

(2) The authority shall, on receipt of the reference, send the clarification on the question to the concerned court, tribunal or authority.

تو یہ entirely different چیز ہے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in Clause 10 of the Bill, in sub-clause (3), after the word "question", occurring at the end, the words "with the advice that the question may be raised with the forum duly qualified to answer the question", be added.

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSES 11 to 19

MR SPEAKER: Now, Clauses 11 to 19 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 11 to 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اذان ظہر)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it.

The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mr Ijaz Khan, Raja Rashid Hafeez, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Muhammad Shoaib Siddiqui, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak and Mr Khurram Shahzad. Any mover may move it.

MS SHUNILA RUTH: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 20 of the Bill, in sub-clause (1), for the words "he shall be punished with imprisonment which

may extend to three years but which shall not less than one month and with fine which may extend to five hundred thousand rupees but which shall not be less than twenty five thousand rupees", the words "he shall be punished with imprisonment which may extend to five years but which shall not be less than one year and with fine which may extend to one million rupees but which shall not be less than two hundred thousand rupees", be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 20 of the Bill, in sub-clause (1), for the words "he shall be punished with imprisonment which may extend to three years but which shall not less than one month and with fine which may extend to five hundred thousand rupees but which shall not be less than twenty five thousand rupees", the words "he shall be punished with imprisonment which may extend to five years but which shall not be less than one year and with fine which may extend to one million rupees but which shall not be less than two hundred thousand rupees", be substituted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ شُنیلا رُوت!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آج ہم جس اتھارٹی کو زیر بحث لائے ہیں یہ بہت important authority ہے اس کا تعلق ایگریکلچر، فوڈ اور ڈرگز سے ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایسے ادارے ہیں جن کا تعلق directly انسانوں کے ساتھ ہے اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس اتھارٹی کو بڑا سوچ سمجھ کر بنانا چاہئے تھا لیکن اس پر بہت جلد بازی کی گئی ہے جیسے پہلے بھی ہم نے اپنے Bills میں ایسے ہی کیا اور

حکومت نے جلدی جلدی Bills بنائے اور جلدی جلدی ان کو پاس کرایا اور بہت سی ایسی باتیں جو ان میں ہونی چاہئیں تھیں نہیں ہوئیں جس کی وجہ سے implementation مؤثر طریقے سے نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس بل میں ایک بہت ہی important عنصر missing ہے یعنی punishment کی کوئی provision نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو وہ بہت معمولی ہے۔ سزا و جزا کے لئے کوئی خاطر خواہ provision اس بل میں موجود نہیں ہے۔ جب اس قسم کی کمیاں اور خامیاں بل میں رہ جاتی ہیں تو پھر اس کی implementation کو مؤثر بنانے کے لئے ان ضروری چیزوں کو لازماً زیر غور لانا چاہئے۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"دیکھو دیکھو کون آیا، شیر آیا شیر آیا" کی نعرے بازی کی گئی)

جناب سپیکر: .Order please. Order in the House خاموشی اختیار کریں۔ جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ اتھارٹی کسی جُرم کا تعین کر کے سزا نہیں دے سکے گی، سزا دلوائے گی اور نہ ہی کسی ادارے کو سفارش کرے گی کہ لیبارٹری میں لایا گیا نمونہ غیر معیاری یا ملاوٹ شدہ ہے۔ اگر ہم Clause-5 میں دیکھیں جو کہ functions پر مبنی ہے تو اس کی sub-clause(h) میں الفاظ accused and offence کا ذکر ہے لیکن اس کو سزا کتنی ہوگی، جُرمانہ کتنا ہوگا، مقدمہ درج ہوگا یا نہیں اس کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ اسی طرح Clause-20(3) میں صرف اس حد تک ذکر کیا گیا ہے کہ عدالت کسی جُرم کی cognizance صرف ڈائریکٹر جنرل کے کہنے پر کرے گی۔ اب عدالت کے trial کا کیا دائرہ کار ہے اس سے متعلق بھی بل میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! اتھارٹی کے وہ ملازم جو test کے لئے samples لے کر آئیں گے اور اپنی report میں بے ایمانی کریں گے تو ان کے لئے اس بل میں کسی قسم کی کوئی سزا نہیں رکھی گئی۔ اس اتھارٹی کا تعلق خوراک، ڈرگز اور زرعی ادویات کے ساتھ ہے جو کہ انسانی صحت پر اثر انداز ہوتی ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے سزا و جزا کا تعین کرنا بہت ضروری ہے۔ اس بل میں جو سزا رکھی گئی ہے وہ بہت ہی کم ہے۔ 25 ہزار روپے جُرمانہ یا ایک ماہ قید کی سزا تو کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں کہوں گی کہ اس کے لئے سخت سے سخت سزا تجویز کی جائے لہٰذا میں یہ درخواست کروں گی کہ ہماری ترمیم کو consider کیا جائے اور اسے اس بل کا حصہ بنایا جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:اگر آپ نے گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں تشریف لے جائیں۔مہربانی کر کے ایوان میں خاموشی اختیار کریں۔جی،ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!ہم نے Clause-20 کے لئے ترمیم دی ہے۔اگر اس اتھارٹی کا ملازم جان بوجھ کر یا negligence کی وجہ سے غلط رپورٹ بنا کر عدالت کے سامنے پیش کرے گا تو اس کو دی جانے والی سزا کو ہم نے اپنی ترمیم میں بڑھانے کی سفارش کی ہے۔جیسا کہ بار بار ذکر ہو رہا ہے کہ یہ اتھارٹی directly انسانی جانوں اور ان کی صحت کے ساتھ linked ہے تو اس کے اندر سزائیں بھی اسی حساب سے ہونی چاہئیں جو کہ انسانی جان کو نقصان پہنچانے کے لئے ہوتی ہیں۔اس بل کی Cluase-20 میں 25ہزار روپے جرمانہ تجویز کیا گیا ہے۔اب جو ملازم غلط رپورٹ بنائے گا ظاہر ہے کہ وہ رشوت لے کر بنائے گا تو اس کے لئے 25ہزار روپے جرمانہ ادا کر کے بچ جانا کوئی مشکل نہیں ہو گا اور وہ آسانی سے یہ جرمانہ pay کر لے گا۔

جناب سپیکر!میں یہ کہوں گی کہ west میں کوئی فرشتے نہیں ہوتے مگر وہاں پر ایسی اتھارٹیز کیوں کامیاب ہوتی ہیں؟اس لئے کہ وہاں پر accountability and punishment کا ایک بہت مضبوط اور مؤثر نظام موجود ہے۔ہمارے ہاں بہت ساری authorities بنتی ہیں مگر ان کا function اس لئے اتنا کارآمد نہیں ہوتا اور وہ effective اس لئے نہیں ہوتیں کیونکہ ان کے اندر accountability and punishment بہت کمزور ہوتی ہے۔آج اگر ہم ایک نئی اتھارٹی بنانے جا رہے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس کے سسٹم کو بہت مضبوط بنانا چاہئے اور اس قسم کی punishments اور جُرمانے ہونے چاہئیں کہ جن کی وجہ سے وہاں کے ملازم discourage ہوں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:جی،جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اس اتھارٹی کا ملازم اگر غلط کام کرے گا یا غلط رپورٹ پیش کرے گا تو اس کے لئے minimum سزا ایک ماہ قید یا 25ہزار روپے جرمانہ رکھی گئی ہے۔سزا اصل میں ایک خوف ہوتا ہے تاکہ لوگ جُرم سے دُور رہیں۔سزا کا مقصد کسی شخص کو نقصان پہنچانا نہیں ہوتا۔ہم زیادہ

سزا کی بات اس لئے کرتے ہیں تاکہ معاشرے کا فرد سزا کے خوف کی وجہ سے جُرم سے دُور رہے۔ جب اتھارٹی کا کوئی ملازم کسی عدالت میں غلط رپورٹ پیش کرے، چاہے وہ رپورٹ خوراک، ڈرگز یا زرعی ادویات کے بارے میں ہو تو اس کے لئے ایک ماہ کی قید یا 25ہزار روپے جرمانہ کچھ بھی نہیں ہے اور یہ سزا یا جرمانہ اسے اس جُرم سے روک نہیں سکتا۔ ہماری یہ تجویز ہے کہ اس قید کی سزا اور جُرمانے کو بڑھایا جائے۔ ہم نے تجویز کیا ہے کہ کم از کم دو لاکھ روپے جُرمانہ یا ایک سال کی قید کی سزا رکھی جائے تاکہ وہ اس سزا کے خوف سے اس جُرم سے دُور رہے۔ اس جُرم کے لئے جتنی کم سزا اس بل میں تجویز کی گئی ہے اس سے تو کوئی آدمی بھی خوف زدہ ہوگا اور نہ ہی وہ ایسے جُرم سے باز رہے گا۔ سزا بڑھانے کا مقصد کسی کو تکلیف دینا نہیں بلکہ معاشرے کے افراد کو جُرم سے دُور رکھنا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے اور اسے اس بل کا حصہ بنایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! حزب اختلاف کے میرے معزز بھائیوں نے اپنی ترمیم میں اس سزا میں اضافہ تجویز کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک ماہ قید کی سزا کو بڑھا کر ایک سال کر دیا جائے اور اسی طرح جرمانہ کی رقم کو 25ہزار روپے سے بڑھا کر دو لاکھ روپے کر دیا جائے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ Offence کی تعریف Clause-20 میں ہے کہ:

> **20. Offence.**-(1) If an employee of the Authority knowingly or negligently renders false, incorrect or misleading opinion before a court, tribunal or the concerned authority…

یعنی اس میں knowingly or negligently کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اب negligently کو further explain کیا جا سکتا ہے کیونکہ ایک bona-fide innocence ہو سکتی ہے اور criminal negligence بھی ہو سکتی ہے اور یہ اختیار اتھارٹی کے پاس نہیں بلکہ عدالت کے پاس ہے۔ اس سلسلے میں cognizance سیشن جج لیول کی عدالت لے گی۔

جناب سپیکر! قرآن پاک میں سزا سے متعلق عدل بالاحسان کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اسلام نے ہمیں منصفانہ طور پر سزا دینے کا حکم دیا ہے ظالمانہ طور پر سزا دینے کا حکم نہیں دیا۔ اس حوالے سے عدالت کے پاس ایک واضح discretion ہو گی کہ اگر کسی نے knowingly یا criminal

negligenceکی ہے تو اس کو پانچ سال قید کی سزا یا پانچ لاکھ روپے جرمانہ ہو سکتا ہے۔اگر otherwiseبات ہے،اگر کسی سےmistakenly or in bona-fide intentionکوئی غلطی یاnegligenceہوئی ہے تو اس میں سزا کو کم رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میںupper limitایسے لوگوں کے لئے ہے جو کہknowinglyجان بوجھ کر خرابی کریں گے تو ان کے لئے یہ سزا کافی ہے اور اگر کوئیnegligenceکا پہلو ہے تو اس میں عدالت اس کے مطابق فیصلہ کر سکتی ہے۔بہت شکریہ

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 20 of the Bill, in sub-clause (1), for the words "he shall be punished with imprisonment which may extend to three years but which shall not less than one month and with fine which may extend to five hundred thousand rupees but which shall not be less than twenty five thousand rupees", the words "he shall be punished with imprisonment which may extend to five years but which shall not be less than one year and with fine which may extend to one million rupees but which shall not be less than two hundred thousand rupees", be substituted."

(The motion was lost.)

Now, the motion moved is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agriculture, Food and Drug Authority Bill 2016, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

بحث

پنجاب میں گڈ گورننس کے اقدامات پر بحث

جناب سپیکر: جی، آج کے ایجنڈے کا اگلا item پنجاب میں good governance کے اقدامات پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز قائد ایوان کی تقریر سے ہو گا تاہم دیگر ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں قائد ایوان کو floor دے رہا ہوں۔ جی، قائد ایوان!

(معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیر شیر" کی نعرے بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "پاناما لیکس" کی نعرے بازی)

جی، محترم قائدِ ایوان! (قطع کلامیاں)

Order please, order please on both sides. جی، قائدِ ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کچھ گزارشات کرنے کا موقع عطا فرمایا اور اس معزز ایوان کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ یہاں پر آج

ماشاء اللہ بھرپور محفل موجود ہے۔آج کل کے حوالے سے میں کچھ معروضات پیش کرنا چاہوں گا۔یقیناً پاناما لیکس نے پورے ملک میں ایک ہلچل پیدا کی اور ٹیلیویژن واخبارات میں دن رات اس پر گفتگو ہوتی رہی اور ایوانوں میں بھی اس پر گفتگو ہوتی رہی مگر الحمدللہ وزیراعظم پاکستان نے خود ٹیلیویژن پر قوم سے خطاب کیا اور یہ کہا کہ پاناما لیکس کے حوالے سے گوکہ اُن کا کہیں بھی دُور دُور تک ذکر نہیں چونکہ اُن کے بیٹوں کا ذکر ہے تو میں چیف جسٹس آف سپریم کورٹ سے درخواست کروں گا کہ وہ سپریم کورٹ کا کمیشن بنائیں اور اُس میں میرے بیٹے سارے شواہد اور سارے ثبوت لے کر جائیں گے اور یقیناً پُھل میں کروں گا۔اس سے بڑھ کر نیک نیتی کا اور کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا تھا لیکن TOR's کے حوالے سے متحدہ اپوزیشن، جو کہ اب متحدہ نہیں رہی، انہوں نے اس بارے میں مزید سوالات اُٹھائے اور اُس پر بھی وزیراعظم نے کہا کہ میں اس حوالے سے ایوان میں اپوزیشن کے لیڈرز کے ساتھ مشاورت کروں گا مگر اپوزیشن نے جو TOR's بنائے اُس میں قرضوں کی معافی کا معاملہ حذف کر دیا گیا، اُس میں kickback اور کرپشن کے معاملے کا دُور دُور تک ذکر نہیں کیا گیا اور جو TOR's بنائی گئیں ایسا لگتا تھا کہ وہ کرپشن کے خلاف نہیں، ایک فردِ واحد کے خلاف ہیں۔یہ ہے وہ خلاصہ مگر پرسوں وزیراعظم نے دوبارہ ایوان میں اپنا مقدمہ پیش کیا اور پوری طرح حقائق کے ساتھ میرے خاندان کا سارا معاملہ پیش کیا، میں اُس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا چونکہ اس ایوان میں موجود تمام معزز ممبران نے اور پورے پاکستان نے وہ تقریر سُنی ہوگی۔

جناب سپیکر!میں کسی بات کو repeat نہیں کروں گا ماسوائے اس بات کے کہ کل ٹیلیویژن پر اینکر نے سوال کیا کہ میاں محمد نواز شریف نے کہا تھا کہ 2۔جنوری 1972 میں جب اتفاق فاؤنڈریز قومیائی گئی یا یوں کہیے کہ حکومت نے بغیر کسی معاوضے کے اُس کو اپنے قبضے میں لے لیا تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے تو پاکستان کی ایک سیاسی پارٹی کے ایک معزز لیڈر نے کہا کہ نہیں، اُس کا تعلق بائیس خاندانوں سے تھا۔

جناب سپیکر!میں آپ کی خدمت میں اور اس معزز ایوان کی خدمت میں اس کی وضاحت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا خاندان 1972 میں بائیس خاندانوں میں شمار نہیں ہوتا تھا۔میرے لئے یہ چیز باعث فخر ہے کہ میرے والد کا تعلق ایک غریب کسان گھرانے سے تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!وہ ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے اور 1930 کی دہائی میں میرے والد صاحب نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مزدوری شروع کی اور اس طرح کاروبار میں آئے۔2۔جنوری

1972 کو جب اُس زمانے کی حکومت نے اتفاق فاؤنڈریز کے اوپر قبضہ کیا تو یہ پاکستان کا سب سے بڑا سٹیل اور انجنیئرنگ کا کارخانہ بن چکا تھا جہاں پر ہزاروں لوگوں کو روزگار ملتا تھا اور باقی تفصیل وزیر اعظم نے بتائی مگر ایک بات میں یہاں پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب 2۔ جنوری 1972 کو پاکستان کا سب سے بڑا کارخانہ قومیایا گیا تو اُس وقت وہاں پر صرف زرعی مشینری نہیں بن رہی تھی، یہاں پر زراعت سے تعلق رکھنے والے جو میرے معزز بھائی موجود ہیں، ان کے بزرگوں کو اس کا علم ہے کہ اس زمانے میں اتفاق کا تھریشر پورے پاکستان میں ہر جگہ بکتا تھا خالی زرعی مشینری نہیں، خالی دوسری مشینری نہیں بکتی تھی، 1971 میں جنگ ہوئی تھی تو جنگی ساز و سامان بھی اس فیکٹری میں بنتا تھا۔ اس پر مجھے بہت فخر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس سے زیادہ اس موضوع پر بات نہیں کروں گا اور اس کو ختم کرتے ہوئے میں آگے بڑھوں گا کہ آج بات پاناما لیکس کے حوالے سے قوم سچ جاننا چاہتی ہے، قوم امانت، دیانت اور کرپشن و لوٹ مار جو کہ ماضی کا وتیرا تھا آج اس کا فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ آج قوم فیصلہ کرنا چاہتی ہے کہ آج اندھیروں کو ختم کرنے کے لئے وزیر اعظم کی سربراہی میں جو کاوشیں ہو رہی ہیں اور ماضی کے اندھیرے جو پورے ملک میں چھائے ہوئے تھے پاکستان کی معیشت کو، پاکستان کی زراعت کو، پاکستان کی تعلیم کو، پاکستان کے ہسپتالوں کو جس نے تباہ کر رکھا تھا آج قوم اس کے اوپر اچھی طرح جانتی ہے اور فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ یہ موقع ہے کہ اب فیصلہ ہو جائے کہ قوم نے اِس راستے جانا ہے یا اُس راستے جانا ہے۔ اس کا فیصلہ ہو جائے کہ جو لوٹ مار ہوئی، میگا سکینڈلز ہوئے میں ایک نہیں بیسیوں کے نام اس معزز ایوان میں آپ کی خدمت میں لے سکتا ہوں لیکن سب جانتے ہیں کسی کا نام لینا مقصود نہیں، کسی سکینڈل کا نام لینا مقصود نہیں ہے مقصود صرف یہ ہے کہ اس ملک کو 69 سالوں میں کرپشن، کمیشن، زمینوں پر قبضے اور kickbacks نے کھوکھلا کر دیا ہے۔ آج قوم متحد ہے کہ ہمیں نہ صرف اس ماضی کا احتساب کرنا ہے بلکہ آئندہ کے لئے ایسا راستہ منتخب کرنا ہے کہ کوئی مائی کا لال اس غریب قوم کے یتیموں اور بچوں کے پیسے نہ کھا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں انتہائی عاجزی مگر بڑے اعتماد کے ساتھ چند باتیں آپ کی خدمت میں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات جو میں کروں گا اس معزز ایوان کی امانت ہے اور آج نہیں کبھی بھی اس میں ایک لفظ کی بھی حقائق کے حوالے سے کوئی خیانت ہو تو میں اس ایوان کا مجرم ہوں گا۔

جناب سپیکر! بجلی کے حوالے سے پچھلے تین سالوں میں جو کاوشیں کی گئیں وہ سب کے سامنے ہیں۔ آج اس وقت بھی گرمی 45 ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر ہے لیکن آج اگر الحمد للہ پاکستان میں اس شدید گرمی کے باوجود بھی لوگ سڑکوں پر نہیں آئے یا نہیں آرہے جو ماضی میں آیا کرتے تھے تو اس کی واحد وجہ ایک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ پُر امید ہیں کہ اگلے سال اور اس سے اگلے سال اس ملک کے اندر اندھیرے چھٹ جائیں گے اور ہر طرف روشنی ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ China Pakistan Economic Corridor(CPEC) جو کہ 46۔ارب ڈالر کا منصوبہ ہے۔ ہمارے سیاسی مخالفین کہتے تھکتے نہیں تھے کہ یہ تو بڑے مہنگے قرضے ہیں، یہ سب جھوٹ بولا جا رہا ہے، یہ سب غلط بیانی ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے پاکستان کو اور مقروض کیا جا رہا ہے۔ چائنا کوئی CPEC نہیں دے رہا، یہ سب ملمع کاری ہے اور یہ سب جھوٹ پر مبنی ایک افسانہ ہے۔ آج میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے CPEC کے حوالے سے پنجاب میں نہیں، سندھ میں نہیں، بلوچستان میں نہیں، خیبر پختونخوا میں نہیں بلکہ پورے ملک میں ہزاروں میگاواٹ بجلی کے منصوبوں پر تعمیر جاری ہے جو اگلے سال مکمل ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک دو مثالیں پنجاب کے حوالے سے دے کر اپنی اس بات کو مکمل کروں گا کہ ساہیوال ڈویژن سے میرے یہاں پر جو محترم بھائی اور بہنیں بیٹھی ہیں وہ جانتے ہیں کہ 1320 میگا واٹ کے منصوبہ کی 1.8۔ارب ڈالر قیمت ہے۔ دن رات وہاں پر تعمیر ہو رہی اور اگلے سال اس خدائے بزرگ و برتر کو منظور ہوا تو یہ منصوبہ 1320 میگاواٹ بجلی پاکستان کو مہیا کر رہا ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہاولپور سے یہاں پر میرے بے شمار نوجوان بھائی، بزرگ اور بہنیں موجود ہیں۔ یہ اس بات کی بلا خوف تردید گواہی دیں گے کہ CPEC کے تحت شمسی توانائی کے حوالے سے کئی سو میگاواٹ کے منصوبے وہاں پر جاری و ساری ہیں اور اس وقت بھی شمسی توانائی سے بجلی نیشنل گرڈ میں مہیا کی جا رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہ صحرا تھا، وہاں پر ریت کے علاوہ کچھ نہیں تھا اور آج سے صرف ڈیڑھ دو سال پہلے وہاں پر کام شروع ہوا اور اس وقت تقریباً 300 میگاواٹ شمسی توانائی سے بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ آپ سندھ جائیں تو 1320 میگاواٹ کا منصوبہ پورٹ قاسم میں تعمیر کے آخری مراحل میں ہے اور وہ بھی خدا نے چاہا تو اگلے سال کے اختتام پر انشاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔ آپ گوادر

پورٹ کو لے لیں، قومی شاہراہ کو لے لیں تو یہ کیا ہے، کیا یہ جھوٹ ہے اور کیا یہ قرضے ہیں؟ یہ چین کی خالص سرمایہ کاری ہے۔ یہ قرضے بھی انہی کے ہیں اور acuity بھی انہی کی ہے، loans بھی انہی کے ہیں اور risk بھی انہی کا ہے۔ مجھے آپ بتا دیں کہ دنیا میں کون سا ملک ایسا ہے جو 46۔ارب ڈالر میں سے 34۔ارب ڈالر کے منصوبے صرف بجلی کے ہیں اور باقی infrastructure کے حوالے سے ہیں۔ مجھے آپ بتا دیں اور میں اس ایوان میں اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ممبران اور لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں یہ سوال کرتا ہوں کہ پاکستان کی 69 سالہ تاریخ میں وہ کون سا دن تھا، کون سی حکومت تھی اور کون سا دور تھا کہ 34۔ارب ڈالر تو بڑی دور کی بات ہے کسی نے 34۔ملین ڈالر بھی یہاں پر لگائے ہوں۔ اس کے جواب میں پوری قوم گواہی دے گی کہ صرف چین ہے جس نے تمام تر سرمایہ کاری کی ہے۔

جناب سپیکر! After all وہ ایک ملک ہے وہاں پر تیل نکلتا ہے، گیس نکلتی ہے اور نہ پام آئل ہے۔ وہ محنت کرتے ہیں اور محنت کی کمائی سے انہوں نے اپنی دولت ایک ایک پائی کر کے جوڑی ہے۔ اس میں سے 34۔ارب ڈالر اس کا مطلب ہے کہ پاکستان کے جو total reserves ہیں یہ amount ان سے تقریباً ڈگنی ہے۔ پاکستان کے reserves صرف 21۔ارب ڈالر ہیں اور یہ 34۔ارب ڈالر کے بجلی کے منصوبے ہیں۔

جناب سپیکر! کتنا افسوس ہوتا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں۔ ہم ایک زخم خوردہ قوم ہیں۔ اس نے بہت کچھ گنوایا ہے اور گنوایا اشرافیہ کے ہاتھوں ہے۔ معاف کیجئے گا کہ ان تمام ادوار میں چاہے وہ ملٹری لیڈر شپ تھی چاہے پولیٹیکل لیڈر شپ تھی وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ عام آدمی کراچی میں، ماچھی گوٹھ میں، رحیم یار خان میں، حیدر آباد، پشاور اور جو کوئٹہ میں رہتا ہے وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے بلکہ جن لوگوں کو آگے ذمہ داری دی گئی ہے وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے پاکستان کو آج 69 سال میں کہاں کھڑا کیا جس کا قائداعظم کی روح نے سوچا بھی نہ ہوگا۔ اقبال کی روح تڑپتی ہے مگر آج وہ دن آ ہی گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل و کرم سے اور چینی قیادت میاں نواز شریف کی لیڈر شپ پر blind trust کرتی ہے۔ آج پھر اس کو دوبارہ controversial بنایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ CPEC کی منزل کو کھوٹا کرنا چاہتے ہیں، جو لوگ دوبارہ دھرنوں کی سیاست والی زبان استعمال کرنا چاہتے ہیں، جو لوگ دوبارہ اس ترقی کے سفر کو خراب کرنا چاہتے ہیں خدا کی قسم یہ قوم ان کے چوراہوں میں گریبان پکڑے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دولت آئے نہ آئے اس غریب، اس بیوہ اور یتیم کی زندگی تو نہیں بدلی۔ ایک ایسا خاندان جن کا ایک ہی کماؤ فرد جب دنیا سے رخصت ہو جائے تو ان کے خاندان کی زندگی ہمیشہ کے لئے اندھیر ہو جاتی ہے اور پھر ان کے سر پر کوئی دست شفقت رکھنے والا نہیں ہوتا تو آج ان کروڑوں لوگوں کی آنکھوں میں دوبارہ امید کی کرن ہے۔ آج ان کو حوصلہ آیا ہے۔ چائنا ہمارا تاریخی بہترین دوست ہے جس نے جنگوں، امن، زلزلوں، سیلابوں اور اقوام متحدہ میں یعنی ہر جگہ پاکستان کا اچھے اور بُرے وقت میں ساتھ دیا ہے اور آج دوبارہ وہ پاکستان کے ساتھ کھڑا ہے۔

جناب سپیکر! میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ منصوبے ہمیں خود لگانے پڑ جاتے تو پھر ہمارا کیا بنتا؟ آپ کا خزانہ خالی ہو جاتا لیکن یہ بجلی کے میگاواٹس نہیں لگ سکتے تھے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کسی کا اس میں کوئی کارنامہ نہیں ہے بلکہ صرف اس مالک کا جس کے قبضے میں ہماری سب کی جان ہے کا خاص کرم ہے کہ آج چائنہ نے پاکستان پر اعتماد کیا۔ یقیناً وسیلے اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے میاں نواز شریف کو اور صدر پاکستان کو وسیلہ بنایا ہے اور انہوں نے کوشش کی لیکن اس مالک کے فضل کے بغیر یہ تاریخ کا سب سے بڑا package کسی صورت ممکن نہیں تھا تو پھر آج ہمیں اس مالک کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس کے حضور سجدہ ریز ہونا چاہئے کہ آج یہ بڑا package شروع ہو چکا ہے۔ یہ ہمارے بچوں، ہماری نسلوں اور پاکستان کو ہمیشہ کے لئے زرخیز کر جائے گا۔ پاکستان ترقی اور خوشحالی کی منزل پر آ جائے گا تو انشاء اللہ وہ دن آئے گا کہ جب ہمارے مخالفین چاہے وہ ہندوستان یا کوئی اور ہے ان سے زیادہ ترقی کرے گا لیکن آج پھر ایسی آوازیں نکالی جا رہی ہیں جو کہ عام آدمی کو خوف اور ڈر میں مبتلا کر رہی ہیں کہ کیا پھر ہماری خدانخواستہ منزل کھوٹی تو نہیں ہو جائے گی اس لئے میں نے اور وزیراعظم نے کہا کہ اب وقت آ ہی گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے ٹیلیویژن میں انٹرویو کے دوران کہا تھا کہ let this be the moment of truth وقت آ ہی گیا تو پھر ایک impartial شفاف احتساب ہو جانا چاہئے اور پھر پتا لگنا چاہئے کہ Swiss Banks میں 60 بلین ڈالر کس طرح سے گیا اور اب وہ کہاں ہے اس کا پتا لگنا چاہئے، پتا لگنا چاہئے کہ اربوں کھربوں کی زمینوں پر جو قبضے ہوئے ہیں وہ کہاں ہیں، پھر پتا لگنا چاہئے کہ NICL اور اتنے بڑے بڑے جو اس ملک میں ڈاکے پڑے ہیں ان کا حساب ہونا چاہئے تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ احتساب کا وقت ہے اس پر پوری قوم متحد ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس پر وقت ضائع کرنے کی بجائے سنجیدگی سے اس پر کام کریں۔ مجھے پوری امید ہے کہ آج اخباروں میں آیا ہے کہ نیشنل اسمبلی میں کمیٹی

مشاورت کر رہی ہے تو خدا کرے کہ اس پر ایسا ہو جائے اور اگر ہم نے ماضی میں خاص غلطیاں کی ہیں ان کا نہ صرف احتساب ہو بلکہ آئندہ کے لئے ایسا رُخ متعین کر لیں کہ پھر کوئی خائن ہماری منزل کو خراب نہ کر سکے اور ایک دن پاکستان اپنی منزل مقصود تک پہنچے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں دو باتیں عرض کر کے اپنی بات کو ختم کرنا چاہوں گا اور یہ خود نمائی نہیں ہے بلکہ یہ میری اس team کی محنت ہے۔ یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جو بہنیں، یہ جو شیرنیاں اور شیر بیٹھے ہیں اور یہ جو بزرگ بیٹھے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار والوں کی طرف سے شیر شیر کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! یہ ان کی کاوش اور محنت کا نتیجہ ہے اس لئے میں نے عرض کیا کہ میں خود نمائی کے حوالے سے یہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ مگر آج اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے CPEC کے منصوبوں کی تفصیل مختصراً بیان کر دی ہے۔ گیس اور پاور پراجیکٹس کے حوالے سے بھی حکومت پاکستان اور پنجاب حکومت نے مل کر 3600 میگاواٹ کا منصوبہ بنایا ہے اور یہ پچھلے سال بلکہ چند ماہ پرانی بات ہے اور انتہائی شفاف طریقے سے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی سربراہی میں اس کی تمام procurement پر قواعد وضوابط کے مطابق کارروائی کر کے آج تین جگہوں پر میرے جو بزرگ بھائی، نوجوان اور بہنیں جو کہ شیخوپورہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو اس بارے میں اچھی طرح پتا ہے کہ اس میں بھکھی پاور پراجیکٹ 1200 میگاواٹ، میرے جو بزرگ بھائی، نوجوان اور بہنیں جو کہ جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو اس بارے میں اچھی طرح پتا ہے کہ حویلی بہادر شاہ 1200 میگاواٹ، میرے بزرگ جن کا قصور سے تعلق ہے۔ کو پتا ہے کہ بلوکی میں 1200 میگاواٹ کا منصوبہ بنایا ہے اور ان منصوبوں پر دن رات کام ہو رہا ہے مگر اصل حقیقت کیا ہے میں وہ بتانا چاہتا ہوں اور یہ انہونی بات ہے میں بلا خوف وتردید یہ بات کر سکتا ہوں کہ خدا کی قسم اگر قیامت تک بھی یہ بات غلط ہو تو مجھے قبر سے نکال کر میرا گریبان پکڑ لینا۔ یہ وہ حقیقت ہے جو میں بتانا چاہتا ہوں ان بزرگوں کی خدمت میں یہ بات پہلے کبھی نہیں ہوئی کہ نیپرا کا جو ریٹ میگاواٹ گیس کے منصوبوں کا ہے یا تھا ماضی قریب میں چند ماہ پہلے 8 لاکھ ڈالر فی میگاواٹ، جب اس طرح کے منصوبے اس ملک میں پچھلے پانچ، سات، آٹھ اور دس سالوں میں لگے ہیں جو کہ ماضی میں وہ سستے لگنے چاہئیں تھے وہ 8 لاکھ ڈالر سے لے کر ایک ملین ڈالر تک یعنی 10 لاکھ ڈالر تک فی میگاواٹ، میرے بزرگ بہاولپور سے بیٹھے ہیں جو کہ بہت نیک اور پارسا آدمی

ہیں میں ان کی بھی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی ہماری طرف آئیں اور ان حقائق کو سمجھیں۔ یہ منصوبے جواب لگے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! یہ منصوبے جواب لگے ہیں جن کی خرید کے Letter of Credit کھل گئے ہیں اور ان پر دن رات کام ہو رہا ہے۔ اوسطاً یہ 3600 میگاواٹ 8 لاکھ نیپرا کی capacity جو انہوں نے notify کی ہوئی ہے اور جو ماضی میں ایسے اصل منصوبے لگے وہ 8 لاکھ ڈالر سے لے کر 10 لاکھ ڈالر تک ان کی قیمت فی میگاواٹ اوسطاً 4 لاکھ 60 ہزار ڈالر ہے۔ یہ رام کہانی نہیں ہے، یہ میرے انتہائی قابل احترام قائد حزب اختلاف اور میرے باقی بزرگ جو اپوزیشن کے بنچز پر بیٹھے ہیں، میں اپنے بھائیوں بزرگوں اور بہنوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی میری اور تیری کی بات نہیں بلکہ یہ ہماری اور قوم کی بات ہے اور یہ پاکستان کی بات ہے، یہ 20 کروڑ عوام کی بات ہے اور پاکستان کے مستقبل کی بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس پر 112۔ارب روپے بچائے گئے ہیں۔ یہاں میرے بزرگ بیٹھے ہیں وہ بتادیں پاکستان کی تاریخ میں 112۔ارب روپے تو بہت دُور کی بات ہے کبھی 112 روپے بھی بچائے گئے ہوں۔ اگر اس طرح پیسے بچائے جاتے تو کبھی بھی یہ ملک اس طرح سے کھوکھلا نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! آخری بات میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ذاتی علم میں ہے کہ اورنج لائن ٹرین پر وہ دائیں اور بائیں حقائق کے لئے بھی جاتے رہے ہیں یہ ان کا حق ہے بالکل ان کو ایسے کرنا چاہئے تھا۔ مجھے ایک دن گورنمنٹ آف پنجاب کے ایک اہلکار نے کہا کہ وہ میٹنگ کرنا چاہتے ہیں تو میں نے کہا کہ ضرور میٹنگ کریں بلکہ ان کو بتائیں کہ کیا انفارمیشن ان کو چاہئے اور ان کو ہر چیز بتائیں۔ میں اختصار کے ساتھ اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے اپنی معروضات دو تین منٹ میں عرض کروں گا اس کے بعد میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آئیں اورنج لائن ٹرین پر یہ پورا ایوان debate کرے اور اگر یہ پاکستان کی تاریخ کا financial terms میں، economic terms میں، legal terms میں اور transparency کے حوالے سے ایک انوکھا منصوبہ نہ ہو تو بتائیں، اس کی دوسری نظیر نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان کی اور آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تاریخ یہ ہے، practice یہ ہے، کہہ لیجئے کہ قانون تو میں نہیں کہوں گا لیکن تاریخ اور practice یہ ہے کہ Government to Government یعنی حکومتوں کے درمیان جو معاہدات ہوتے ہیں ان پر tendering آج تک کبھی بھی نہیں ہوئی اور یہ بات میں بلا خوف تردید اس ایوان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 69 سالہ تاریخ اور پاکستان اور چین کی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا بلکہ دوسرے ممالک کی بھی یہی practice ہے اور مروجہ قانون یہ کہتا ہے کہ جہاں پر گورنمنٹ سے گورنمنٹ dealings ہوں وہاں پر tendering نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر! یہ پہلا موقع تھا جب چین کی حکومت اور زعماء نے ہمیں کہا کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ہم آپ کے پنجاب اور لاہور کو تحفہ دے رہے ہیں جو آپ کے حوالے ہے اور ہم آپ کو میٹرو ٹرین انتہائی ارزاں شرائط پر دیں گے۔ اس کی detail میں یہاں نہیں بتا سکتا کیونکہ وہ ایک framework agreement کا حصہ ہے لیکن دوسرے حقائق جو میں کہتا رہا ہوں وہ آج بتانا چاہتا ہوں۔ میں نے زبانی نہیں بلکہ لکھ کر چینی حکومت کو کہا کہ میں نے tendering کروانی ہے جس پر انہوں نے کہا کہ "یہ کیوں" "یہ تو ہمارا اور آپ کا یعنی پاکستان اور چائنا کا گورنمنٹ سے گورنمنٹ agreement ہے۔ انہوں نے نیوکلیئر پاور پلانٹ پراجیکٹ اور دیگر پراجیکٹ بھی گنوائے اور کہا کہ یہ آپ کیوں کرنا چاہ رہے ہیں تو میں نے کہا کہ میں چونکہ اس ایوان کو جوابدہ ہوں، پنجاب کے عوام اور کابینہ کو جوابدہ ہوں لہٰذا مجھے اس پر tendering کروانی ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ کیا معیار ہے تو میں نے کہا کہ معیار یہی ہے کہ ہم tendering کروائیں گے اور پھر جو lowest bidder ہو گا اُس کو ہم award کریں گے۔ وہ اس بات پر چُپ ہو گئے جس کے بعد میں نے اُن کو خط لکھا حالانکہ مجھے مشورہ دیا گیا کہ آپ خط نہ لکھیں کیونکہ وہ ناراض ہو جائیں گے اور آپ نے زبانی کہہ دیا ہے یہ کافی ہے لیکن اس کے باوجود میں نے اُن کو خط لکھا۔ میں چینی حکومت اور چینی زعماء کا انتہائی شکر گزار ہوں جس کا انہوں نے مجھے جواب دیا کہ اچھا وزیراعلیٰ اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو ہم tendering کروا دیتے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ tendering ہوئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ ہے وہ بات جو میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ چین کا پیسا تھا تو ظاہر ہے کہ international tendering نہیں ہو سکتی تھی اور چین کے اندر کی کمپنیوں میں ہی tendering ہونی تھی۔ انہوں نے کمپنیاں نامزد کر دیں اور ہم نے tendering کروائی۔ جب tendering ہوئی تو lowest bidder جس کی سب سے کم بولی تھی وہ 2.12۔ارب ڈالر تھی بے شک اسے کوئی بھی note کرنا چاہے تو کر لے۔ ہم نے اُن سے negotiation شروع کر دی۔ چینی زعماء نے مجھے کہا کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں کیونکہ ہم نے آپ کی tendering کی بات مان لی ہے اور allow کر دیا ہے تو میں نے کہا کہ بڑی مہربانی۔ آپ کا پنجاب اور وفاق کا PPRA کا قانون یہ کہتا ہے کہ lowest bidder یعنی سب سے کم بولی دینے والا اگر تمام شرائط پوری کر رہا ہے تو اُس کو آپ کنٹریکٹ award کر دیں گے جو بالکل ٹھیک کہہ رہے تھے جس پر میں نے کہا کہ نہیں، یہ زیادہ ہے اس لئے مجھے قانون دان سے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک بار پھر چینی حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے negotiation allow کر دی۔ قصہ کوتاہ یہ ہے اور میں دو تین آخری باتیں کر رہا ہوں کہ چینی حکومت کے بھرپور تعاون سے کیونکہ اس کے بغیر یہ ممکن نہیں تھا تو ہم سب سے کم بولی دینے والی کمپنی سے 2.12۔ارب ڈالر سے قیمت کم کروا کر 1.47۔ارب ڈالر پر لے کر آئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے نوجوان معزز بھائی جتنا مرضی ہنسیں کیونکہ خوشی کی بات ہے لیکن ماتم نہ کریں کیونکہ ماتم ماضی میں آپ کو بھیجے گا لہٰذا آج آپ کو ہنسنا اور خوش ہونا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ماضی کے جو تباہ کن حالات تھے اُن کے اوپر ضرور ماتم کریں لیکن آج خوشی کا اظہار کریں اور میں بہت خوش ہوں کہ آپ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں۔ چودھری صاحب! آپ کی بہت مہربانی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، قائد ایوان!

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! 1.47۔ارب ڈالر پر یہ معاہدہ ہوا جس کا مطلب یہ ہوا کہ تقریباً 600 ملین ڈالر یعنی 60۔ارب روپیہ اس ایک منصوبے میں کم کروایا ہے اور بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ چودھری صاحب! ہم نے 60۔ارب روپیہ سب سے کم بولی دینے والے سے کم کروایا۔ میں آخری دو باتیں کر رہا ہوں اور زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ ہمیں چین نے کہا کہ آپ پنجاب میں civil works خود کر لیں۔ جناب قائد حزب اختلاف آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔

گجومتہ سے لے کر جو اُدھر تک منصوبہ جا رہا ہے اُس کا تخمینہ 550 ملین ڈالر تھا یعنی تقریباً 55۔ارب روپے civil works کے لئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ 55۔ارب روپے میں مکمل کر لیں گے تو ٹھیک ہے ورنہ اس سے زیادہ قیمت ہو گی تو پنجاب حکومت اپنی جیب سے دے گی۔ ہم نے بڑا سوچا اور اللہ کا نام لے کر کہا کہ ہمیں منظور ہے۔ 55۔ارب روپے کے civil works کی بھی tendering کروائی اور ظاہر ہے کہ یہاں ہر صورت کرنی ہی تھی جو ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کروالی۔ جب ہم نے tendering کروائی تو وہ 55۔ارب روپے کے مقابلے میں 49۔ارب میں ہوئی اور 6۔ارب یہاں پر بچائے۔ اس طرح ہم نے 70۔ارب روپے ایک منصوبے میں بچائے۔ یہ کہنا کہ یہ جھوٹ ہے اور ڈاکا زنی ہے تو بڑا افسوس ہوتا ہے۔ اگر ایسی بات تھی تو پھر ثبوت لے آئیں۔ آج، کل یا قیامت تک اس کے ثبوت لے آئیں تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں لیکن اگر یہ بات پاکستان کے کروڑوں عوام کے حق میں ہے کہ 70۔ارب روپے اس صوبہ اور ملک کے بچائے گئے تو خدارا آپ شادیانے نہ بجائیں اور کم از کم یہ تو کہہ دیں کہ اچھا کام ہوا ہے، ہمیں اس کی ترویج کرنی چاہئے اور فروغ دینا چاہئے۔ اگر آپ کو یہ بھی منظور نہیں اور خاموش ہیں تو قوم کو ورغلانا، قوم کے آگے جھوٹ بولنا اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا کہیں کا انصاف نہیں ہے۔ میں آخری بات کروں گا۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ Be careful سردار صاحب! یہ جواب آپ اپنے لئے ہی مانگ سکتے ہیں جو کسی اور کے لئے مانگتے ہیں؟ مجھے بڑا افسوس ہے۔ جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! اس پر گلبرگ کے لبرٹی چوک میں احتجاج کیا گیا، شمعیں جلائی گئیں اور کہا گیا کہ لاہور کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے، لاہور کے تاریخی مقامات گرائے جا رہے ہیں، شالامار باغ خدانخواستہ گر جائے گا اور چوبرجی گر جائے گا۔ اس سے بڑا بہتان اور غلط بیانی ہو نہیں سکتی تھی۔ ہندوستان میں چاہے وہ بمبئی ہے یا کوئی دوسری جگہ ہے وہاں پر ہندوستان کی سپریم کورٹ کے آرڈر سے مندر گرائے گئے کیونکہ روٹ دینے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ ملائشیا میں ایک مسجد کے وضو کرنے کے حصے کو شہید کیا گیا کیونکہ کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہاں پر الحمد للہ کوئی مسجد راستے میں آتی ہے، کوئی خدانخواستہ چرچ کو ضُعف پہنچتا ہے اور جتنے تاریخی مقامات آتے ہیں اُن میں سے کوئی گرے گا اور نہ ہی کسی میں کوئی ضُعف یا کمزوری آئے گی۔ اس کی باتیں کون کرتے ہیں؟ وہ کرتے ہیں جنہوں نے کبھی شالامار باغ دیکھا ہی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، میں اُن سے کہتا ہوں۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ آرڈر پلیز۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں so called سول سوسائٹی کی بات کرتا ہوں اور پتا نہیں یہ کیسی سول سوسائٹی ہے؟ جو اچھے لوگ ہیں اُن کا میرے دل میں بہت احترام ہے لیکن لوگوں کے لئے شاہراہوں کو کھلا کرنا اور غریب، یتیم کو احترام کے ساتھ ٹرانسپورٹ مہیا کرنا کون سا جرم ہے؟ اگر امیر آدمی مرسڈیز کی گاڑی میں حرام یا حلال کی کمائی سے بس سٹاپ سے گزر رہا ہو تو شدید گرمی میں بس سٹاپ پر کھڑا ایک مریض، ایک یتیم اور بیوہ جس نے کسی کے گھر برتن صاف کر کے رزقِ حلال کمانا ہے، کسی نرس نے ہسپتال پہنچنا ہے اور کسی طالبعلم نے سکول یا کالج پہنچنا ہے تو ان کے لئے ایک ایسا شاندار سفری بندوبست کیا جائے جس پر روزتین لاکھ لوگ عزت اور وقار کے ساتھ سفر کریں۔ انہیں ٹوٹی ہوئی بس یا ویگن میں دھکے نہ پڑیں، خواتین کو عزت اور وقار ملے، ان کے بچے سلامتی کے ساتھ گھر واپس آئیں، انہیں کسی حادثے کا فکر نہ ہو۔ پاکستان کی اشرافیہ اس کی مخالفت کرے اور اس کی راہ میں روڑے اٹکائے تو کیا ہو گا؟ انقلاب آئے گا۔

جناب سپیکر! انقلاب۔ یہ عوام انقلاب لے کر آئیں گے اور جب انقلاب آتا ہے اور جب سیلاب آتا ہے تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتا کہ خدانخواستہ یہ وزیر اعلیٰ کا گھر ہے یا یہاں میرے بزرگ بھائی دوست قائد حزب اختلاف کا گھر ہے۔ پھر وہ یہ نہیں دیکھتا اور ہر چیز اس میں پس جاتی ہے اس لئے ہم میں خدا کا خوف ہونا چاہئے اور غریب آدمی، یتیموں، مزدوروں، کسان، ایک دکاندار، ایک طالب علم، ایک وکیل اور ایک نرس کے لئے ہم کم از کم اچھے طریقے سے ٹرانسپورٹ مہیا کریں۔ اگر انہیں بڑی گاڑیاں نصیب نہیں تو ان کا نصیب لیکن کیا یہ ہمارا فرض نہیں کہ ہم پوری کوشش کر کے اس ملک کے اندر وہ نظام لے کر آئیں جس سے غربت اور امارت میں کمی آئے اور پاکستان صحیح معنوں میں ایک Islamic Welfare State بنے۔

جناب سپیکر! انہوں نے ہائی کورٹ میں مقدمے کر دیے اور تین ساڑھے تین مہینے سے مقدمات چل رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہائی کورٹ میں معزز ججز ہیں، انہوں نے تاریخی مقامات پر stay orders دے دیئے۔ اب یہ تاریخی بات کر کے میں اپنی تقریر ختم کروں گا۔ دنیا میں کوئی ایسی مثال نہیں کہ کوئی بنک یا کوئی حکومت یا ادارہ یا کوئی institution قرضہ دے رہا ہو، یہ تو 150۔ ارب روپے کی بات ہے۔ 15 لاکھ روپے قرض دینے والے کو یہ پتا ہو کہ ان کا مقدمہ عدالت میں ہے تو وہ کہیں گے کہ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر! ہمارا آپ سے معاہدہ ہے، عدالت سے معاملات طے پا جائیں، عدالت کا فیصلہ آ جائے تو ہم حاضر ہیں اور ہم آپ کو قرضہ فوراً دیں گے۔ اگر چین کے زعماء چینی حکومت یہ بات کرتی تو مجھے چنداں قرار نہ ہوتا مگر یہ دیکھئے کہ ان کی کیا contribution ہے، ان کا کیا کردار ہے اور ان کی کیا generosity ہے؟ سب چیزیں جانتے ہوئے کہ مقدمہ عدالت میں ہے اور بعض مقامات پر stay order ملا ہوا ہے۔ اس کے باوجود چین نے کہا کہ "پروا نہیں" اور 33 ارب روپے ہمارے حوالے کر دیئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! 33۔ ارب روپے first grant انہوں نے ریلیز کر دی اور دنیا میں یہ کہیں نہیں ہوا اور اس کی نظیر نہیں ملتی تو یہ ہے کیا؟ اس مالک کا کرم ہے، اس کا بے پایاں فضل و کرم ہے، اس کی رحمت پاکستان کے اوپر ہے اور چینی حکومت کا میاں نواز شریف کی حکومت پر trust ہے۔ میری دعا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم جو بھی خدمت کر رہے ہیں، کل کلاں جب الیکشن ہوں گے تو پھر عوام فیصلہ کرے گی کہ کس کو موقع دینا ہے لیکن خدارا سیاسی باتوں اور ذاتیات سے بالاتر ہو کر ہم اس ملک کے غریب عوام پر رحم کریں، پاکستان کے نام پر ان پر رحم کریں، خدا کے نام پر ان پر رحم کریں اور پاکستان کو آگے چلنے دیں۔ اگر یہ موقع ضائع ہو گیا تو دوبارہ تاریخ میں ایسا موقع نہیں آئے گا اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔

جناب سپیکر! میں اس شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ:

جب اپنا قافلہ عزم و یقیں سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
اے وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے چشمہ یہیں سے نکلے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر
قائد ایوان کے ہاؤس سے چلے جانے پر نعرے بازی کرنے لگے)

آرڈر پلیز، بس کریں۔ تھک گئے ہوں گے۔ معزز ممبران مہربانی کر کے اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ کاش وزیر اعلیٰ پنجاب میں اتنا حوصلہ ہوتا کہ وہ اپنی بات کرنے کے بعد آدھ گھنٹہ مزید---

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"میاں شہباز شریف نے کوئی غلط بات نہیں کی جس کا وہ جواب دیتے" کی آوازیں)
(شور و غل)

جناب سپیکر! ان کے منہ بند کروائیں کیونکہ ہم نے خاموشی سے ان کی بات سنی ہے اور اب یہ اپنا منہ بند کریں۔ ہم نے بڑے تحمل کے ساتھ بات سنی ہے اور یہ اپنا شور شرابہ بند کریں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، معزز خواتین ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور مجھے ان کی بات سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بہت دلچسپ اور بڑا جذباتی خطاب تھا لیکن اپوزیشن کے میرے دوست ان کی باتوں کے دوران احتجاج کرنا چاہتے تھے مگر میں نے سب کو خاموش کروایا کہ نہیں، آپ بات سنیں اور اس کے بعد ہمیں بھی بات کرنے کا موقع ملے گا---

جناب سپیکر: آپ کو موقع دے تو دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ میاں محمد شہباز شریف سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے ہیں---

جناب سپیکر: میں آپ کو بھی پابند نہیں کر سکتا اور ان کو بھی نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ان کے اندر اتنا حوصلہ ہونا چاہئے کہ جو باتیں انہوں نے کی ہیں ان کا جواب لیتے---

جناب سپیکر: اپوزیشن کی طرف سے یا حکومت کی طرف سے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہماری طرف سے جواب سنتے ناں۔

جناب سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جو دعوے good governance کے انہوں نے کئے ہیں اور ہم نے پورے پچاس منٹ ان کا خطاب سنا ہے تو وہ دس منٹ ہماری بات بھی سنتے۔

جناب سپیکر: جی، جو آپ بات کریں گے وہ کارروائی کا حصہ ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کارروائی کا حصہ تو ہو گا لیکن جس طرح دم دبا کر وہ بھاگے ہیں اور یہاں شیر شیر کے نعرے لگے لیکن مجھے تو وہ بھیڑ لگے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ گڈ گورننس کے نعرے، دعوے، حبیب جالب کی شاعری اور بازوؤں کو جنبش دینا ہم 9 سال سے دیکھ رہے ہیں لیکن کیا پنجاب کے حالات بدلے ہیں؟ آج تو پوری قوم سڑکوں پر ہے اور شاید مال روڈ نے اپنی تاریخ میں اتنے زیادہ احتجاج اپنے اوپر نہیں دیکھے ہوں گے جتنے گڈ گورننس کے دعویدار حکمرانوں کے دور میں ہو رہے ہیں۔ روزانہ مال روڈ block ہے۔ یہاں تاجر سڑکوں پر ہیں، مزدور سڑکوں پر ہیں، کسان سڑکوں پر ہیں، اساتذہ سڑکوں پر ہیں، آج یہ ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل کے لوگ سڑکوں پر ہیں۔ ہر طبقہ یہاں تک کہ نابینا افراد، معذور افراد، سپیشل لوگ بھی اتنی چلچلاتی دھوپ کے اندر سڑکوں کے اوپر ماتم کناں ہیں۔ ان کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں، کلرکوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں وہ انہیں نظر نہیں آ رہیں، وہ کچھ نہیں محسوس کر رہے اور باتیں کر کے یہاں سے انہوں نے "بھاگنے کی" کی ہے چند باتیں جو انہوں نے کی ہیں سب سے پہلے تو انہوں نے اپنے کاروباری empire کا ذکر کیا ہے کہ 1972 میں ہمارے یہ کاروبار تھے، پھر ہمارا یہ کاروبار ہوا، ہم نے ہارویسٹر بنایا، ہم نے بلڈوزر بنایا اور ہم نے زرعی آلات بنائے۔

جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتادیں کہ یہ تو 1983 سے اقتدار میں آگئے، پھر 1985 میں وزیراعلیٰ بن گئے ان کے جو باقی کزن تھے میاں شریف کے باقی بھائی میاں حنیف، میاں شفیع، میاں معراج، میاں سراج ان کا مشترکہ کام تھا وہ آج کہاں کھڑے ہیں اور یہ کہاں کھڑے ہیں؟ ان کی فیکٹریاں بچے دینے لگی ہیں، "دھڑا دھڑ وہ فیکٹریاں سون لگ پئیاں نیں" اور وہ بیسیوں ہو گئی

ہیں اور ان کے بھائی میاں معراج آج بھی فیصل بنک کے ایک کروڑ روپے کے نادہندہ ہیں اُن کے پاس وہ payments نہیں ہیں کہ وہ اُن بنکوں کو clear کر سکیں۔ان کے آج کھربوں روپے کے assets ہیں،آف شور کمپنیوں میں بیرون ملک ان کے بچے پوتے اور پوتیوں کے نام پر پتا نہیں کیا کیا لگا ہوا ہے؟

جناب سپیکر!دوسری بات میں یہ کہوں گا کہ 5۔ارب 25 کروڑ روپے کے یہ 2015 تک ڈیفالٹر تھے۔ اتفاق فاؤنڈریز جس کے یہ دونوں بھائی ڈائریکٹر ہیں 2015 میں جب ہائی کورٹ کے اندر میگا کرپشن کے سکینڈلز کی بات آئی اور وہاں پر نیب کی طرف سے جو میگا کرپشن کے سکینڈل تھے، قرضہ خوری کے کیسز اور کرپشن کے کیسز اُس فہرست میں ان سب کے نام تھے اگلے دن میاں محمد شہباز شریف نے بڑی گرما گرم ایک پریس کانفرنس کی کہ ہمارے ذمے کوئی قرض نہیں ہے ہم نے سارے قرضے payback کر دیئے ہیں وہ کس طرح سے payback کئے ہیں 5۔ارب 25 کروڑ روپے کا قرضہ تھا الرحمت کارپوریشن دو دن کے اندر بنتی ہے یہ ہائی کورٹ میں نام آنے کے بعد کی بات کر رہا ہوں اور دو دن کے اندر 5۔ارب 25 کروڑ روپے کا قرضہ ادا کر دیا جاتا ہے۔ادا کون کون کرتا ہے؟ ڈیڑھ ارب روپیہ بحریہ ٹاؤن کے ملک ریاض کے اکاؤنٹس سے اُس بنک کو ٹرانسفر ہوتا ہے میرا ہاؤس میں کھڑے ہوئے چیلنج ہے آپ اس کی تحقیقات کر لیں اُس کے بعد باقی جو ارب یا سوا ارب اور 65 کروڑ روپیہ ہے وہ کہاں کہاں سے آتا ہے؟

جناب سپیکر!یہ میں پھر چیلنج کر رہا ہوں اگر میاں محمد شہباز شریف ایوان میں ہوتے تو میں اُنہیں پوچھتا کہ جناب بحریہ ٹاؤن والے سے کیا رشتہ داری ہے،یہ 1.5۔ارب روپے کا آپ کا قرضہ اُس نے ادا کر دیا ہے یہ کیسے ادا کر دیا گیا؟ 800 کنال کی پراپرٹی جو 50۔ارب روپے مالیت کی تھی ان لوگوں نے 5۔ارب 25 کروڑ روپے میں اُس کو واگزار کیا اور وہ بنک کے پیسے بھی اُتر گئے اور 45۔ارب روپے کی کمائی بھی ہو گئی اور الرحمت کارپوریشن نے صرف 4۔ارب روپے کا لوہا اور سریا اُس میں سے فروخت کیا ہے آپ اندازہ کر لیں کہ باقی 800 کنال کی قیمت کیا ہو گی؟ وہ کمرشل پلاٹ ہے چونکہ میاں صاحب نہیں ہیں میں اُن کی ذات کے حوالے سے تین چار سوال اور بھی پوچھنا چاہتا تھا لیکن وہ اس وقت ایوان میں نہیں ہیں مجھے بتادیں کہ آج یہ گڈ گورننس کی بات کرتے ہیں فافن ایک ادارہ ہے جس نے حالیہ دنوں میں اپنا ایک سروے دیا جس میں پنجاب کو کرپشن میں نمبر 1 قرار دیا ہے۔یہ گڈ گورننس کے دعوے کر رہے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ آج ہر طبقہ سڑکوں پر ہے،آج کسی کو کوئی انصاف نہیں مل رہا،کرپشن عروج پر ہے اور میں میاں محمد شہباز شریف سے پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ کیا بات کر رہے ہیں گڈ گورننس کی

بات آپ کے منہ سے سجتی نہیں اور اچھی نہیں لگتی۔آپ نے آج سے تین ماہ پہلے یہ کہا کہ نیب والوں کے کرتوت میں بتادوں تو ان کے پسینے چھوٹ جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کرپشن کے خاتمے کے لئے بنے ہوئے اداروں کو کام سے روکنا وزیراعلیٰ پنجاب کو زیب دیتا ہے؟ اسی لئے آج پنجاب کرپشن میں نمبر 1 پر ہے۔یہ اپنے نیچے کرپشن کو پال رہے ہیں میں انہیں بتانا چاہتا تھا، اُنہیں کہنا چاہتا تھا کہ میاں صاحب!

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

جناب سپیکر! آپ کا پورا ماضی کرپشن سے تار تار ہے، آپ کے نیچے، دائیں بائیں ہر طرف کرپٹ مافیا قابض ہے۔وہ پولیس کا محکمہ ہو، وہ زراعت ہو، وہ ہیلتھ ہو، وہ تعلیم ہو جس کو بھی اُٹھا کر دیکھ لیں آپ کو وہاں پورے کا پورا آوا بگڑا ہوا نظر آئے گا۔آپ کے منہ سے یہ بات نہیں سجتی ہمارا وہ پنجاب جو کہ 400-ارب روپے کا سرپلس تھا آج یہ صوبہ 732-ارب روپے کا مقروض ہے۔وزیراعلیٰ پنجاب اگر میرے اس سوال کا جواب دو کہ 400-ارب روپے کا سرپلس صوبہ آج 732-ارب روپے کا مقروض ہے تم اور تمہارا بھائی اس ملک کا وزیراعظم دھڑا دھڑ قرضے لیتے جا رہے ہو اس ملک کی 18 کروڑ عوام نے وہ قرضے payback کرنے ہیں۔پیپلز پارٹی نے پانچ سالوں میں جتنے قرضے لئے وہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ تھے لیکن میاں برادران نے اڑھائی سال کے اندر جتنے بیرونی قرضے لئے ہیں وہ پیپلز پارٹی نے پانچ سال میں نہیں لئے اور پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ قرضے لینے والے یہ دونوں بھائی ہیں۔اس کا جواب دو کہ یہ قرضے کس نے اتارنے ہیں؟ ان قرضوں کے اندر جو کچھ آپ بنا رہے ہیں وہ بھی قوم دیکھ رہی ہے پچھلے 9 سال سے پنجاب کے اندر یہ حکمران ہیں لیکن یہاں گورننس نام کی کوئی چیز ہے، یہاں پر روزگار ہے، یہاں پر انصاف ہے، یہاں پر امن ہے، یہاں پر پینے کا صاف پانی ہے، یہاں پر صحت کی سہولتیں ہیں اور نہ ہی یہاں پر تعلیم کی سہولتیں ہیں۔آپ کس کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، آپ گوادر کی بات کر رہے ہیں کہ وہاں یہ ہو جائے گا اور آپ سندھ میں اتنے میگاواٹ کی بات کر رہے ہیں۔آپ نے جو گل کھلائے ہیں اربوں روپے کی جو کرپشن آپ نے نندی پور میں کی ہے میں اُس کا جواب مانگتا ہوں۔میاں محمد شہباز شریف اگر ہمیں جواب دو کہ وہ کرپشن کیسے ہوئی، کس نے کی، وہ کرپٹ لوگ کدھر ہیں، اُن کرپٹ لوگوں کو تم نے سولی پر کیوں نہیں لٹکایا؟ آج میاں شہباز شریف کے اندر یہ حوصلہ ہونا چاہئے تھا وہ قائد حزب اختلاف کو اور اپوزیشن کو بار بار متوجہ کرتے رہے اور میں خوش تھا کہ وہ جس انداز

سے بات کر رہے ہیں آج وہ جواب بھی لے کر جائیں گے، جواب سن کر جائیں گے، لیکن اگر اُن کے اندر، سچ سننے اور زمینی حقائق جاننے کا اور جو کچھ پنجاب کے اندر ہو رہا ہے وہ معلوم کرنے کا حوصلہ ہوتا تو پھر وہ یہاں بیٹھتے اپنی بات کر کے جس طرح سے وہ سرپٹ بھاگے ہیں اُسی سے سب کو اندازہ ہو گیا کہ باتوں کے علاوہ ان کے پلے اور کچھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف کے بس کی بات نہیں ہے، وہ تھک گئے ہیں، وہ بوڑھے ہو گئے ہیں، وہ بیمار ہیں جسمانی طور پر بھی، ذہنی طور پر بھی اُنہیں اب آرام کرنا چاہئے، انہیں ریٹائرڈ ہو جانا چاہئے اس لئے کہ پورا پنجاب ایک فردِ واحد کی لونڈی نہیں ہے، پنجاب کے دس کروڑ عوام آج suffer کر رہے ہیں۔ سارے اختیارات کی مرکزیت ایک میاں محمد شہباز شریف گھنٹہ گھر بنا ہوا ہے اُس کے بغیر اس پنجاب کا ایک پتا نہیں ہل سکتا، اُس کے بغیر کوئی ڈی پی او نہیں لگ سکتا، کسی وزیر کے پاس، کسی اتھارٹی کے پاس، کسی گورننگ باڈی کے پاس، کوئی اختیار نہیں ہے اس لئے وزیر اعلیٰ پنجاب آپ کے بس کی بات نہیں ہے آپ نے جو perform کرنا تھا آپ نے کر دیا آپ کا نام تاریخ میں لکھا جائے گا وہ سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے یا سیاہ حروف سے لکھا جاتا ہے۔ فیصلہ آئندہ آنے والی تاریخ کرے گی تم نہیں کرو گے۔ میاں محمد شہباز شریف! آپ نے پنجاب کو جو تحفے دینے تھے وہ دے دیئے۔ میں نے تحفے آپ کو گنوا بھی دیئے ہیں کہ آپ ان تمام تر باتوں کے باوجود پنجاب کے اندر کوئی بہتری لے کر نہیں آئے۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ حبیب جالب کے شعر پڑھنے سے اور بازو ہلانے سے حالات نہیں بدلتے۔ سڑکیں اور پل بنانے سے، یہ ٹرینیں بنانے سے پنجاب ترقی نہیں کرے گا اور قومیں ترقی نہیں کیا کرتیں۔ قومیں ترقی کرتی ہیں rule of law سے، قومیں ترقی کرتی ہیں power کو share کرنے سے، قومیں ترقی کرتی ہیں اداروں کی مضبوطی سے اور قومیں ترقی کرتی ہیں اپنے اختیارات کو decentralize کر کے لیکن اس طرح قومیں ترقی نہیں کرتیں۔ جیسے آپ کرتے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف میں آپ کو دوبارہ چیلنج کرتا ہوں کہ آپ آیئے، جس طرح آج آپ بات کر کے بھاگ گئے ہیں اگر مجھے پتا ہوتا تو میں آپ کو بات ہی نہ کرنے دیتا۔ ہمارے تمام چیتے یہاں پر تیار تھے جنہوں نے مجھے کہا بھی کہ انہوں نے بات کر کے بھاگ جانا ہے لیکن میں نے کہا تھا کہ آپ آرام سے بیٹھیں ان کی بات سنیں، ہم اس کے بعد اپنی باری پر بات کریں گے اور پھر ان سے جواب بھی لیں گے۔ آج میں میاں محمد شہباز شریف سے پوچھنا چاہتا تھا کہ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی آڈٹ رپورٹس جن میں 250۔ارب روپے کی بے ضابطگیاں ہیں، 40۔ارب

روپیہ مختلف ڈسٹرکٹ ناظموں، مختلف ٹاؤن ناظموں اور تحصیل ناظموں سے واجب الوصول ہے۔وہ رپورٹ ایک سال پہلے گورنر کے پاس سے واپس آئی اور وزیر اعلیٰ کے دفتر میں pending پڑی ہے۔ آپ کو خط لکھا گیا، آپ کی بار بار توجہ دلائی گئی کہ آپ لوکل گورنمنٹ کی چودہ سالہ کی وہ آڈٹ رپورٹس ایوان کے اندر آنے دیں لیکن وہ ایوان کے اندر آپ نہیں آنے دے رہے۔ یہ گڈ گورننس ہے، یہ آپ کرپشن کا خاتمہ کرنا چاہ رہے ہیں، کیا کرپشن کا خاتمہ صرف دعووں سے ہوگا؟ آپ کا عمل اس پر بالکل الٹ ہے، آپ کا عمل کرپشن کو پروٹیکشن دینے والا ہے، کرپٹ مافیا کو آپ تحفظ دینے والے ہیں، آپ [****] ہیں، آپ نے جونیئر لوگوں کو سینئر کے اوپر مسلط کیا ہوا ہے۔ تمام محکموں کے اندر بگاڑ کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس اختیارات نہیں ہیں، ڈپٹی سیکرٹریز بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرے بھائی جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ بے چارے بے اختیار ہیں۔

جناب سپیکر! میں انہیں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کچھ ایسی بات کی ہے اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے ان کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اسمبلی کے اندر یہ 240۔ارب روپے کی جو آڈٹ رپورٹس ہیں وزیر اعلیٰ پنجاب آپ اس کو یہاں پیش ہونے دیں۔ ایک اور بے ضابطگی، lawlessness کی ایک اور مثال، پبلک سیکٹر کمپنیوں میں ایم پی ایز اور ایم این ایز کو تعینات کر دیا۔ وہ یہاں سے بھی تنخواہیں لے رہے ہیں اور اُدھر سے بھی تنخواہیں لے رہے ہیں۔ ان کے پاس اربوں روپے کے فنڈز ہیں، دو دو، چار چار گاڑیاں ہیں یہ کس قانون کے تحت ہو رہا ہے؟ یہ Public Sector Rules 2013 کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ کسی کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ اس پر بھی میں نے ہائی کورٹ جا کر رِٹ کی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کی آڈٹ رپورٹس کو اسمبلی کے ایوان میں پیش کرنے کے لئے چیف منسٹر کو کہا جائے۔ اسی طرح ان public sector companies کے اندر ایم پی ایز، ایم این ایز کی تعیناتی ہے اس کو بھی میں نے چیلنج کیا ہے کہ یہ خلاف قانون ہے اس کو فوری طور پر ختم کیا جائے اور میرٹ کی بنیاد پر لوگوں کو لگایا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! میں آج میاں محمد شہباز شریف سے یہ بھی پوچھنا چاہتا تھا جو بڑا میرٹ کا ڈھونڈورا پیٹتے ہیں، جو پنجاب میں گڈگورننس کے حوالے سے بات کرنی چاہ رہے تھے لیکن اُن سے بات ہوئی نہیں ہے۔یہاں پر لوگ جو خودکشیاں کر رہے ہیں، ابھی دو دن پہلے جناح ہسپتال میں ایک وارڈ بوائے نے چوتھی منزل سے چھلانگ لگا کر خودکشی کی ہے۔اس سے ایک ہفتہ پہلے قدیر نامی شخص نے اورنج ٹرین لائن پر، پہلے اس کا گھر رائیونڈ روڈ پر برباد ہوا اب اس کا کاروبار اور گھر پھر برباد ہو رہا تھا تو اُس نے اپنے آپ کو گولی مار کر خودکشی کر لی۔ وزیراعلیٰ پنجاب! آپ دیکھیں کہ پنجاب کے اندر ہو کیا رہا ہے؟ لوگوں کے پاس پینے کا صاف پانی نہیں ہے، ہر سال گیارہ لاکھ لوگ جن میں اڑھائی لاکھ بچے ہیں پینے کا صاف پانی نہ ہونے کی وجہ سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں اور آپ کو شوق چڑھا ہے "کھٹی گڈی" پر بیٹھنے کا۔آپ سو دفعہ بیٹھیں لیکن آپ توازن رکھیں۔آپ پنجاب کے وزیراعلیٰ ہیں، آپ صرف لاہور کے وزیراعلیٰ نہیں ہیں۔ جنوبی پنجاب کا حق مار کر، شمالی پنجاب کا حق مار کر، ان کو کھنڈرات میں بدل کر آپ اس تخت لاہور کو بچانے کے لئے کھربوں روپیہ اپنی جنم بھومی پر لگا رہے ہیں۔آپ تخت لاہور نہیں بچا سکتے، یہ نہیں بچے گا، یہ نہیں بچے گا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ جنم بھومی آپ کی بھی ہے اور ان کی بھی ہے، دونوں کی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! باتیں تو بہت تھیں جو کرنے کو جی چاہ رہا تھا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے روایات کا احترام بھی نہیں کیا، انہوں نے تہذیب کا بھی احترام نہیں کیا یا تو آپ مجھے مخاطب ہی نہ کرتے، جب آپ اپوزیشن اور اپوزیشن لیڈر کو بار بار مخاطب کرتے رہے تو پھر آپ میں حوصلہ ہونا چاہئے تھا کہ آپ میری بھی ساری باتیں سنتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت پنجاب بدترین صورتحال سے دوچار ہے جبکہ یہاں پر تھانہ کلچر کی تبدیلی کے نعرے لگے۔ تھانہ کلچر کہاں بدلا ہوا ہے؟ یہاں پر عام آدمی کو انصاف کی فراہمی کی باتیں کرنے والے، یہاں کہاں آدمی کو انصاف مل رہا ہے؟ یہاں لاکھوں لوگ بے روزگار تڑپ رہے ہیں۔ کسانوں کی باتیں کرنے والے، کسان تو تڑپ رہا ہے، بِلک رہا ہے، سسک رہا ہے، مر رہا ہے اور خودکشیاں کر رہا ہے۔انہوں نے اپنے جانور بیچ دیئے اور اب وہ اپنے بچوں کو بیچنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں کیونکہ انہوں نے گزارا بھی کرنا ہے۔ آپ نے گندم کے لئے 1300 روپیہ support price کا اعلان کیا۔ سارے زمینداروں نے ہزار اور گیارہ سو روپے میں اپنی گندم فروخت کی ہے۔ کسی کو باردانہ نہیں ملا۔

جناب سپیکر! میرا چیلنج ہے، میرے پاس بیسیوں صفحات پڑے ہیں وزیر قانون جب چاہیں ان کو دیکھ لیں یا وزیراعلیٰ پنجاب کو بھجوائیں۔ گورننس نام کی چیز اس صوبے کے اندر نہیں ہے۔ چھوٹو گینگ کیسے پنپتا رہا، کیسے اور پھلتا پھولتا رہا؟ وہ چھوٹو سے چھوٹو گینگ کیسے بن گیا، کون اس کا سرپرست تھا، کون اس کا ذمہ دار ہے، کیا وزیراعلیٰ پنجاب ذمہ دار نہیں ہے؟ ان کو استعفیٰ دے دینا چاہئے تھا جب انہوں نے وہاں پر درجنوں لوگوں کو ذبح کروایا ہے، بیسیوں لوگوں کو اغواء کروایا ہے۔ یہ فوج کی مہربانی ہے، ہم فوج کو سلام پیش کرتے ہیں کہ اس نے جا کر چھوٹو گینگ کو پکڑا اور اس no go area کا قلع قمع کیا۔ اس پنجاب کے اندر ایک کروڑ سے زائد بچے اور جاتی امرا سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر سلطان کے بوائز ہائی سکول، پوری دنیا نے ٹیلیویژن پر دیکھا ہے کہ دھوپ میں بچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک کلومیٹر کے فاصلے پر رائیونڈ روڈ کے پاس دھوپ میں معصوم فرشتے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور یہ بڑھکیں لگا رہے ہیں کہ ہم نے پنجاب کو یہ کر دیا اور ہم نے پاکستان کو وہ کر دیا۔

جناب سپیکر! میں آج اس ایوان کے اندر کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کے اندر ان کی کارکردگی، ان کی ڈیلیوری، ان کی پرفارمینس تاریخ کے اندر سیاہ ترین حروف میں لکھی جائے گی۔ جب یہاں پر اداروں کا تقدس نہ ہو، جب عام آدمی رو پیٹ رہا ہو، جب عورتیں لیڈی ولنگٹن ہسپتال کی سیڑھیوں پر بچوں کو جنم دے رہی ہوں، جب پنجاب کے بچے ventilators نہ ہونے کی وجہ سے جاں بحق ہو رہے ہوں اور جہاں پر لاکھوں نوجوان درخواستیں ہاتھ میں پکڑے دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہوں، جہاں کرپشن پر پنجاب کا صوبہ نمبر ایک ہو، قرضے لینے میں پنجاب کا صوبہ نمبر ایک ہو اور بجلی نہ ہو، گیس نہ ہو اور پانی نہ ہو یہاں کس کس کا رونا روئیں؟ یہ ان کی گڈ گورننس ہے۔ یہ تو کہتے تھے کہ انقلاب آئے گا بالکل انقلاب آئے گا لیکن کس کے خلاف آئے گا؟ اس سسٹم کے خلاف آئے گا، اس لیڈر شپ کے خلاف آئے گا۔۔۔

جناب سپیکر: کیا جمہوریت کے خلاف آئے گا؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ اس کو جمہوریت کہتے ہیں؟ جمہوریت کی شکل میں اس صوبے کے اندر بدترین فسطائیت مسلط ہے۔ آپ اس کو جمہوریت کا نام دیتے ہیں جہاں یہ ممبران [******] جو اپنے ضمیر کے مطابق کوئی بات نہ کر سکیں، اپنے حلقے کی بات نہ کر سکیں۔۔۔

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 789 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے اور ان کو حذف کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کیسے، کون سی کارروائی؟

جناب سپیکر: کسی کے منہ پر تالا لگا ہوا ہے اور نہ کوئی لگا سکتا ہے۔ بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں اور جو بات نہ کر سکے اپنے حلقہ انتخاب کی، ان کے جذبات کی، اپنے عوام کے احساسات کی، اپنے عوام کے دکھوں کی اور اپنے عوام کی مشکلات کی [******] یہاں تو وزیر اعلیٰ کے اندر اپوزیشن کی بات کو بھی سننے کا حوصلہ نہیں ہے تو عام آدمی کی بات کو کیسے سن سکتے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی بات پر افسوس ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ انقلاب آنے والا ہے۔ انقلاب آیا چاہتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ معزز ممبران کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں؟ جی، انہوں نے جو معزز ممبران کے بارے میں الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو حذف کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ بلند و بانگ دعوے کرنے والے جھوٹے حکمران خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی گئی ہے، کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اب اجلاس 19۔ مئی 2016 بروز جمعرات صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔